REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۰ — شمارہ ۱۴

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۷۵ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۱ ہجری — ۴ شہادت ۱۳۷۰ ہش — ۴ اپریل ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احبابِ کرام حضورِ انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

انوارِ سماوی کی پیشوائی کیلئے روزے رکھنا سنّتِ خاندانِ نبوّت ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمّر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کرکے کہ "کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنّتِ خاندانِ نبوّت ہے" اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنّتِ اہلِ بیتِ رسالت کی بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدّت تک التزامِ صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو پہلے تجویز کرکے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی، دے دیتا۔ اور اس طرح تمام دن روزہ میں گذارتا۔ اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں، بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا۔ اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا۔ اور باوجود اس قدر قلّتِ غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچّہ بھی اس پر صبر نہیں کرسکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اس طرح کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجبِ تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوارِ روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقتِ تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو بالکل سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا۔ اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶)

ایک احمدی نوجوان کیلئے خصوصی اعزاز

مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ کشمیر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ یاری پورہ کشمیر کے ایک عزیز مکرم ڈاکٹر میر شمس الدین صاحب، اسسٹنٹ پروفیسر کم جونیئر سائنٹسٹ آف وٹرنری میڈیسن (فیکلٹی آف وٹرنری سائنسز اینڈ اینیمل ہسبنڈری) شیرِ کشمیر یونیورسٹی آف اگریکلچرل سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی سرینگر، کو جموں اینڈ کشمیر سٹیٹ کونسل برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی طرف سے YOUNG SCIENTIST AWARD 1991 سے نوازا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ ایک توصیفی سند اور مبلغ پانچ ہزار روپے پر مشتمل ہے۔ عزیز موصوف کو یہ ایوارڈ NEONATAL VETERINARY MEDICINE میں ان کی نمایاں تحقیقی خدمات کے لئے ایک خصوصی تقریب منعقدہ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۱ء میں دیا گیا۔ اس تقریب کے انعقاد کی تشہیر ذرائع ابلاغ نے نمایاں طور پر کی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ یہ اعزاز جماعت کے لئے باعثِ برکت ہو۔ اور عزیز موصوف کی مزید دینی، علمی اور دنیوی ترقیات کا باعث ہو۔ آمین۔

درخواستِ دعا

عزیز عبدالشکور صاحب ٹاک سری نگر سے لکھتے ہیں کہ خاکسار نے STAFF SELECTION کے تحت روزگار کیلئے انٹرویو دیا ہے۔ مقابلہ بڑا سخت ہے۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے باعزت روزگار عطا کرے نیز خاکسار کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بھی درخواستِ دعا ہے۔

تعارف

نام تالیف ——— خدا کی قسم
مؤلف و مرتب ——— مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب
پتہ ——— مکان نمبر 23-6-25/1/A
ہری باؤلی۔ حیدرآباد - 500265
صفحات ——— ۱۰۰ (یکصد)
قیمت ——— درج نہیں۔

اس تالیف میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی متعدد تصنیفات سے بڑی محنت اور عرق ریزی سے صرف اُن تحریرات کو جمع کیا گیا ہے جو حضور علیہ السلام نے اپنی تائید میں حلفیہ بیانات کے ساتھ پیش کی ہیں۔

نہایت دلکش، حقائق افروز، قاری کے دل و دماغ پر ایک پاک اور انقلاب انگیز اثر ڈالنے والے اور پُراز معلومات یہ شہ پارے ہیں۔ اور "نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" کی مصداق۔

ایک مختصر تحریر پیشِ خدمت ہے :-

"دیکھو مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اِس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی "
(خدا کی قسم صفحہ ۱۲)

مؤلف محترم سے براہِ راست رابطہ قائم کر کے کتاب حاصل کی جاسکتی ہے۔

عبدالحق فضل

تُونے خزاں تو دیکھ ہی لی اب بہار دیکھ

ہاں اِس طرف بھی اَے نگہِ لُطفِ یار دیکھ
ہم کر رہے ہیں کب سے تِرا انتظار دیکھ

ہوتی نہیں یہ چشم کبھی اشکبار دیکھ
تو میرا ضبط دیکھ مِرا حالِ زار دیکھ

ہر روز ایک صدمۂ تازہ ہے سامنے
اِس قلبِ سوگوار کا صبر و قرار دیکھ

سچ بولنا گناہِ کبیرہ ہے آج کل
تُو مجھ پہ جبر دیکھ مِرا اختیار دیکھ

دُنیا ہوئی ہے خُون کی پیاسی مِرے کریم!
کوئی بھی اب نہیں ہے مِرا غمگسار دیکھ

دامانِ صبر چھوڑ نہ بیٹھے دلِ حزیں
اپنوں پہ بھی نہیں ہے مجھے اختیار دیکھ

خود ہو نہ جاؤں اپنی نظر میں ذلیل و خوار
دُشمن نے کر دیا ہے مجھے اِتنا خوار دیکھ

لغزش کا ہو گماں مِرے پائے ثبات پر
اِس درجہ ہو نہ جائے کہیں حالِ زار دیکھ

کر دے سکونِ قلب کی دولت مجھے عطا
میری طرح نہیں ہے کوئی بے قرار دیکھ

———— ※ ————

ہنس ہنس کے پی رہا ہے جو تلخابۂ حیات
کتنا دیا ہے مَیں نے تجھے اختیار دیکھ

ابرِ کرم محیط ہے کُل کائنات پر
تُو انتشارِ رحمتِ پروردگار دیکھ

مایوسیوں کو مُنہ نہ لگا اَے وفا سرشت
اُمید کے چراغ کی تو بار بار دیکھ

بنجر زمیں میں ہل نہ چلا اَے رہینِ غم
ہر سمت لہلہاتے ہوئے مرغزار دیکھ

اشجار ہیں لباس سے عاری تو غم نہ کر
یہ ہے نشانِ آمدِ فصلِ بہار دیکھ

نامنصفی کا دَور بھی ہے اب قریبِ ختم
تُونے خزاں تو دیکھ ہی لی اب بہار دیکھ

سلیم شاہجہانپوری - از کیلیفورنیا - امریکہ -

فتح میری ہے مِرا غلبہ ہے یہ اعلان ہے

احمدِ ہندی ہی بیشک مہدئ دوراں ہے
عاشقِ خیر الرسل صلعم ہے، خادمِ قرآن ہے

انبیاء کے پاک حُلوں میں جریُ اللہ ہے
ظلِّ محبوبِ الٰہی، محسنِ اِنسان ہے

امن کا پیغامبر، شہزادۂ صُلح و اماں
مُنتظر تھیں جس کی سب اقوام وہ مہمان ہے

پیارے شاہِ عرب نے جس کو بھیجا ہے سلام
یہ وہی مامورِ دوراں صاحبِ فرمان ہے

جِس کو خود سیّد نے فرمایا "کَاَنَّہٗ اَنَا"
رُتبہ اُس کا کتنا اُونچا، کتنی اعلیٰ شان ہے

دُشمنانِ امن کو اُس نے شکستِ فاش دی
بطلِ میدانِ وغا، والا گہر سُلطان ہے

عرش والے بھیجتے ہیں روز و شب اُس پر سلام
فتح میری ہے مِرا غلبہ ہے، یہ اعلان ہے

مرتبہ پہچانتا ہے اُس کلیمُ اللہ کا !!
ہر کوئی جو اہلِ دِل ہے، صاحبِ عرفان ہے

پھر سے منہاجِ نبوّت پر خلافت کا نظام
اُس نے مُحکم کر دیا جس پر ہمیں ایمان ہے

قافلہ اسلام کا آگے ہی بڑھتا جائے گا
آندھیاں گو زور پر ہیں، گو بڑا طُوفان ہے

فتح و نصرت کے بھی ساماں ہو رہے ہیں ہر طرف
ہند ہے، یورپ ہے، امریکہ ہے یا جاپان ہے

صد مُبارک آپ کی قربانیاں مقبول ہیں
لو! دلِ آزادگاں پھر مائلِ ایمان ہے

سیّدِ بطحیٰ پہ یارب روز و شب اُن پر سلام
احمدِ ہندی اُنہیں کے صدق کی بُرہان ہے

عبدالرحیم راٹھور

جہاں بھر میں اِسلام پھیلا رہا ہُوں!

جہاں تھا۔ جہاں ہُوں۔ جہاں جا رہا ہُوں
مَیں مہدی کا جھنڈا ہی لہرا رہا ہُوں

ہُوں مُسلم، بفضلِ خُدا احمدی ہُوں
شب و روز یہ گیت مَیں گا رہا ہُوں

غُلامِ محمدؐ، مسیحا کا چاکر
جہاں بھر میں اسلام پھیلا رہا ہُوں

خُوشی سے اُٹھاتا ہُوں رنج و محن مَیں
کوئی یہ نہ سمجھے کہ گھبرا رہا ہُوں

اَے گردشِ فلک کی مجھے مت ستا تُو
خُدا کے سہارے چلا جا رہا ہُوں

اسیرانِ رہِ مولیٰ! صدقے میری جاں
اسے نذر کرنے لئے جا رہا ہُوں

شہیدانِ اُمّت نے پالی ہے جنّت
مَیں حیراں ہُوں مَیں کیوں پیچھے جا رہا ہُوں

مجھے اپنی جاں کا نہیں کوئی بھی غم
محمدؐ کی اُمّت کا غم کھا رہا ہُوں

زبوں حال پیاروں کا جب سے ہے دیکھا
دُعا کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہُوں

میرے پیارے اللہ! بندھاؤں کی ڈھارس
تو کہہ دے کہ مَیں اب چلا آ رہا ہُوں

طالبِ دُعا:- چوہدری عنایت اللہ احمدی۔

خطبہ جمعۃ المبارک

یہ دُنیا کے بادشاہ اور دُنیا کے مالک عارضی طور پر آپ کو بظاہر مالک دکھائی بھی دیں اور خُدا کی صفتِ ملوکیت میں شریک بھی دکھائی دیتے ہوں مگر اسطرح دُنیا سے خالی ہاتھ واپس جاتے ہیں اور اسطرح اُنکی ملوکیتیں اور ملکیتیں یا اُن سے چھین لی جاتی ہیں یا یہ خود اُن سے جُدا کئے جاتے ہیں کہ بالآخر خُدا کی مالکیت کا مضمون اپنی پوری شان سے بلا شرکتِ غیرے اُبھرتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ر فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج کا خطبہ بھی گزشتہ خطبات کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جسمیں میں یہ سمجھانے کی کوشش کرتا چلا آیا ہوں کہ کس طرح نماز کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کیا جائے اور کس طرح نماز کے مطالب میں ڈوب کر نماز سے لذت حاصل کی جائے اور وہ مقصد پالیا جائے جو نماز کی ادائیگی کا حقیقی مقصد ہے یعنی یہ ایک ذریعہ ہے بندے کو خدا سے ملانے کا۔ پس جب تک ذریعے کا صحیح استعمال نہ ہو اُس وقت تک ذریعہ اپنے مقصود کو پا نہیں سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کا وصل، خدا تعالیٰ سے تعلق مقصود بالذات ہے اور نماز سے جتنا تعلق بڑھے گا، نماز کا جتنا عرفان بڑھے گا اُتنا ہی زیادہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے تعلق بڑھے گا اور خدا تعالیٰ کا عرفان بڑھے گا اور نماز کے ذریعے آپ اپنی زندگی کے، اپنی پیدائش کے مقصد کو پا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نماز سے بے سوچے سمجھے گزرتے چلے جائیں تو تمام عمر کی نمازیں بھی اُس عارف باللہ کی ایک نماز کے برابر نہیں ہو سکتیں جو ایک نماز سے گزرتا ہے مگر اسمیں ڈوب کر، اُس کو اپنا کر، اُسی کا ہو کر اُس میں سے نکلتا ہے۔ اسی لئے بعض دفعہ بعض کم فہم لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ایک ہی نماز ہوا کرتی ہے جو خدا سے ملا دیتی ہے اور صرف ایک ہی نماز کافی ہے۔ یہ ایک بالکل غلط اور جاہلانہ تصور ہے۔ بعض جو زیادہ عارف بننے کی کوشش کرتے ہیں اور صوفیانہ مزاج رکھتے ہیں یا نہیں مگر لوگوں کو دکھاتے ضرور ہیں۔ وہ یہ کہا کرتے ہیں کہ بس زندگی کا ایک لمحہ کافی ہے وہ لمحہ جو خدا سے ملا دے۔ اور مفہوم یہ ہوتا ہے کہ بس ایک لمحے کی ملاقات کے بعد پھر ہمیشہ کے لئے چھٹی۔ حالانکہ

ملانے والا لمحہ وہ لمحہ ہوا کرتا ہے۔

جو ہمیشہ کے لئے وابستہ کر دے۔ جس کے بعد علیحدگی کا کوئی تصور نہ رہے۔ پس ایک نماز کا سوال نہیں ہے۔ سوال ایک ایسی نماز کا ہے جو آپ کا نماز کے ساتھ ایسا گہرا اور دائمی رشتہ باندھ دے۔ ایسا تعلق پیدا کر دے کہ جو پھر کبھی نہ ٹوٹے۔ محبت کے متعلق شعراء کہتے ہیں کہ ایک ہی نظر میں ہو جایا کرتی ہے مگر وہ ایک ہی نظر ایسی تو نہیں ہوا کرتی کہ دوبارہ محبوب کی طرف اُٹھنے کی تمنا سے ہی محروم رہے۔ ایک نظر سے مُراد یہ ہے کہ محبت جب ہو جائے تو پھر ہر نظر اپنے محبوب کو تلاش کرتی ہے اور یہی عرفانِ الٰہی اور وصلِ الٰہی کی حقیقت ہے۔ ایک دفعہ جب اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جائے جس کا نماز سب سے بڑا ذریعہ ہے تو پھر یہ تعلق دائمی ہو جایا کرتا ہے اور اس تعلق کی سچائی کا نشان ہی اس کا دوام ہے۔ اس لئے میں آپ کو مختلف پہلوؤں سے نماز کے مضمون پر غور کرنے کے طریق بتانے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ ہر شخص اپنے اپنے مزاج کے مطابق وہ طریق اختیار کرے اور عبادت کا صرف فریضہ ادا نہ کرے بلکہ عبادت کی لذت حاصل کرے اور عبادت کے پھل کھائے۔

جب ہم صفاتِ باری تعالیٰ کا ذکر سورۂ فاتحہ کے الفاظ میں کرتے ہیں تو اس کے بعد اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کی دُعا ہے اس کا ایک مفہوم میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اب ایک اور امر کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں

چار بنیادی صفات بیان ہوئی ہیں۔

یہ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ۔ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ پس جب ہم اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہتے ہیں تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ تیرے سامنے سر جھکاتے ہیں اور اپنے وجود کو تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں گویا آج کے بعد یہ وجود ہمارا نہیں تیرا ہو گیا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم قدم بقدم تیرے پیچھے چلتے ہیں۔ جس طرح ایک غلام آقا کی پیروی کرتا ہے اور اپنی مرضی کا مالک خود نہیں رہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ مالک کی تصویر بن جائے۔ جیسا مالک کرتا ہے ویسا ہی وہ کرے۔

تو اس کا نام بھی عبدیت ہے. پس عبدیت اور عبودیت، دو مفہوم عبادت کے اندر پائے جاتے ہیں. جہاں تک دوسرے مفہوم کا تعلق ہے اس کو پیش نظر رکھیں تو نماز آپ کو روزانہ ایک پیغام بھی دے گی اور ایک محاسبہ بھی کرے گی. جب آپ کہتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ. تو سب سے پہلے ربّ العٰلمین کی صفت آپ کے سامنے آکھڑی ہوگی اور آپ اپنے دل میں یہ سوچیں گے اگر سوچنے کی اہلیت رکھتے ہوں کہ کیا میں بھی ربّ بننے کی کوشش کرتا ہوں ؟ کیا میری ربوبیت کا فیض بھی تمام جہانوں پر ممتد ہے یا ممتد ہونے کی کوشش کرتا ہے ؟ یہ ایک سوال اتنا گہرا اور اتنا وسیع سوال ہے کہ اس کے حقیقی جواب تلاش کرنے میں بھی مدتیں درکار ہیں اور اس کو مختلف جگہوں پر باری باری اطلاق کرتے ہوئے پھر اس کا الگ جواب حاصل کرنا ایک بڑی محنت کا کام ہے مگر ایک بہت ہی دلچسپ سیر ضرور ہے.

جب انسان کسی ذات کو ربّ العٰلمین تسلیم کرتا ہے اور ساتھ یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ ایک قابلِ تعریف بات ہے. الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین.

ربّ العٰلمین ہونا کوئی بُرائی کی بات نہیں.

بلکہ ہر پہلو سے قابلِ تعریف ہے. بلکہ تمام حقیقی تعریفوں کا مستحق ربّ العٰلمین ہے تو اگر آپ ربّ العٰلمین بننے کی کوشش نہیں کرتے تو آپ جھوٹے ہیں. یہ منہ کی تعریف محض ہونٹوں سے نکلی ہوئی تعریف ہے اور دل سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ جو چیز آپ کو پسند آئے آپ ویسا ہونے کی کوشش کرتے ہیں. پس ربّ العٰلمین کہہ کر ربّ العالمین کا تعلق حمد باری تعالیٰ سے باندھ کر ہمیں سمجھایا گیا کہ عبادت کرنے والے پر فرض ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے دل کی آرزو بن جاتا ہے کہ وہ ویسا بننے کی کوشش کرے. اب ربّ العٰلمین کا مضمون تو بہت ہی وسیع ہے لیکن اپنے گردوپیش سے اگر آپ شروع کریں تو اس کا اطلاق نسبتاً آسان ہو جاتا ہے. بعض لوگ اپنے بچوں کے لئے ربّ ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے نہ صرف یہ کہ ربّ نہیں ہوتے بلکہ ربوبیت کے برعکس اثر دکھاتے ہیں. ماں اگر بچوں سے پیار کرتی ہے تو وہ بھی ایک ربوبیت کا مظہر ہے لیکن وہ ربوبیت خدا کی نظر میں قابلِ تعریف نہیں ٹھہرتی یا قبولیت کی مستحق قرار نہیں پاتی جب وہی ماں اپنے سوتیلے بچوں سے ظلم کر رہی ہوتی ہے. جب دوسرے بچوں سے اس کا منفی سلوک ہوتا ہے تو وہیں ربّ العالمین کا مضمون منقطع ہو جاتا ہے. ایسی ربوبیت جو محدود دائرے سے تعلق رکھتی ہو اُس وقت تک قابلِ قبول ہے جب دائرہ وسیع ہو تو تب بھی ربوبیت جاری رہے اور منقطع نہ ہو جائے لیکن ماں کی اپنے بچوں سے محبت اسی وقت ربوبیت کی تعریف سے باہر قدم نکال دیتی ہے جبکہ ماں کے تعلقات دوسرے بچوں سے اور دوسرے بنی نوع انسان سے منفی صورت اختیار کر لیتے ہیں. یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے مگر اس کو آپ انسانی دائروں پر پھیلائیں تو آپ کے لئے اپنا جائزہ لینا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے. جب کبھی آپ کسی سے تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ ایک لمحہ اپنے نفس کی اندرونی حالت کو جانچنے کا ہوتا ہے. تعلقات کس قسم کے قائم ہو رہے ہیں، کیوں ہو رہے ہیں، کیا ان تعلقات میں ربوبیت کا کوئی عنصر ہے بھی کہ نہیں؟ یہ وہ سوال ہے جو آپ کے تعلقات کو وضاحت سے کھول کے آپ کے سامنے لاکھڑا کرتا ہے اور جب بھی تعلقات کروٹیں بدلتے ہیں اور لاشعور حالت سے شعور میں اُبھرتے ہیں تو وہ وقت بھی ایسے ہوتے ہیں جب آپ اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ آپ واقعۃً ربّ العالمین بننے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں. بعض تعلقات جاری و ساری ہیں اور وہ ایک قسم کے لاشعور میں رہتے ہیں. مثلاً اپنے ماحول سے، گردوپیش سے، جانوروں سے تعلقات، یہ اگرچہ دبے ہوئے تعلقات ہیں لیکن ہیں سہی. کیونکہ جس کائنات میں ہم سانس لے رہے ہیں یہاں لازماً ہمارے اس سے تعلقات ہیں. ایک بچہ غلیلی سی بندوق لے کر شکار پر نکلتا ہے اور جب وہ شکار کرتا ہے تو اس کا جانور سے ایک قسم کا تعلق قائم ہوتا ہے. یہ لاشعور سے شعور میں اُبھر آتا ہے. اُس وقت اگر وہ شکار کرتا ہے اور ربوبیت پر نظر رکھتے ہوئے اِن معنوں میں خدا کی حمد کرتا ہے کہ مالک وہی ہے اور ربّ بھی وہی ہے اُس نے ہر شخص کے رزق کے انتظام فرمائے ہوئے ہیں اور میرا جو اس جانور

سے تعلق ہے بظاہر میں شکاری ہوں لیکن یہاں خدا کی ربوبیت میرے لئے جلوہ دکھا رہی ہے جس طرح اسی پرندے کے لئے اس نے اس وقت جلوے دکھائے. جب یہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کا شکار کر کے خدا کی ربوبیت کے مزے چکھتا تھا تو ربوبیت کا مضمون بظاہر اس صورت سے متصادم ہونے کے باوجود ایک نئی شکل میں آپ کے سامنے ظاہر ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ ایک پہلو سے ربّ بنتا ہے اور دوسرے پہلو سے بظاہر ربوبیت کی نفی ہو رہی ہوتی ہے. ایسی صورت میں ایک بنیادی قانون ہے جو ہمیشہ کارفرما ہے اور وہ یہ ہے کہ

بہتر کے لئے ادنیٰ کو قربان کیا جائے گا.

یہاں ربوبیت ایک اور رنگ میں آپ کے سامنے اُبھرتی ہے مگر وہی بچہ جب آگے بڑھتا ہے اور ایک ایسے جانور کو جو خدا نے خوبصورتی کے لئے پیدا کیا ہے جو اس کے کھانے کے کام نہیں آسکتا یا ایسے جانور کو جو خدا تعالیٰ نے صفائی کے لئے مقرر فرمائے ہوئے ہیں یا اور مقاصد کے لئے پیدا کئے ہیں اُن کو محض مارنے کی نیت سے مارتا ہے تو یہاں ربوبیت سے وہ اپنا تعلق توڑ لیتا ہے اور واضح طور پر ربوبیت کی حدود سے باہر قدم رکھتا ہے تو بظاہر ایک ہی فعل ہے یعنی جانور سے تعلقات کے دوران کسی جانور کو ذبح کرنا یا شکار کرنا اور کسی جانور کی جان بخشی کرنا لیکن یہ ایک فعل نہیں رہتے جب آپ ان افعال کو مختلف حالات میں ربوبیت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھتے ہیں. پھر جانور جو ضرورتمند ہیں، جو مصیبت میں مبتلا ہیں اُن کے لئے آپ نے مغربی قوموں میں خاص طور پر ربوبیت کے جذبے دیکھے ہوں گے جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں نسبتاً کم پائے جاتے ہیں تو ایک ہی چھوٹی سی مثال سے جو رستہ کھلتا ہے وہ ایک لا متناہی سفر بن جاتا ہے. انسان کے گردوپیش سے تعلقات میں بے شمار قسم کے تعلقات ممکن ہیں اور ہر تعلق میں جب آپ آگے قدم بڑھاتے ہیں یا نئے تجارب حاصل کرتے ہیں، جب لاشعوری تعلقات اچانک شعور میں اُبھرتے ہیں تو وہ دور ہوتے ہیں جب آپ اپنا جائزہ لے سکتے ہیں. اور ربّ العالمین سے اپنے تعلق کو یا قائم کر سکتے ہیں یا منقطع کر سکتے ہیں. پھر ربوبیت کے دائرے میں بالعموم جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں غرباء سے تعلق ہے، خدا کے مصیبت زدہ بندگان کی مصیبتوں کا حل ہے اور اس کے برعکس ایسے افعال ہیں جو منفی اثر پیدا کرنے والے ہیں. ایک آدمی اگر ایک غریب کی ہمدردی نہیں کر سکتا تو اس کی ربوبیت کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانوی ربوبیت ہے. وہ سمجھتا ہے کہ میں ربّ سے محبت کرتا ہوں لیکن حقیقت میں نہیں کر رہا کیونکہ ویسا بننا نہیں چاہتا لیکن ایک شخص جب ربوبیت سے برعکس تعلقات کسی سے قائم کرتا ہے کسی غریب کا حق مارتا ہے. کسی یتیم کے اموال ہضم کرنے لگ جاتا ہے. کسی کمزور پر ظلم اور زیادتی کرتا ہے تو یہ ربوبیت کی منفی علامات ہیں. اب ایسا شخص جب نماز میں الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین کہتا ہے تو حقیقت میں آسمان سے یہ آواز کیا بن کر اس پر پلٹتی ہے. یہ سوال ہے. کیا وہ رحمت کے پھول بن کر اس پر برسے گی جیسا کہ آگے رحمان کا ذکر چلا ہے یا برعکس شکل اختیار کرے گی. امرِ واقعہ یہ ہے کہ

اگر انسان کا اپنا عمل ربوبیت سے منفی ہوگا

تو یہ آواز کہ الحمد للّٰہ ربّ العالمین ہمیشہ اسی پر لعنت بن کر گرے گی اور از خود یہ آواز اُس پر رحمت کے پھول برسانے کا موجب نہیں بنے گی.

پس یہ مضمون بہت ہی وسیع اور گہرا ہے اور اس مضمون کو آپ آگے بڑھائیں اور رحمانیت سے تعلق جوڑیں تو ایاک نعبد دوبارہ کہیں اور پھر سوچیں کہ رحمان خدا نے آپ کے لئے کیا کیا کچھ پیدا کیا ہے. رحمان کا تصور تام ہو ہی نہیں سکتا جب تک عدل کا تصور نہ ہو کیونکہ رحمان عدل سے بالا ہے اور اُوپر ہے بالا اِن معنوں میں نہیں کہ بے نیاز. بلکہ عدل کے قیام کے بعد

رحمانیت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ پس جو شخص عدل پر بھی قائم نہیں وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ رحمان تو ضرورت سے بڑھ کر دینے والا حق سے بڑھ کر دینے والا، بن مانگے دینے والا۔ پس یہاں تعلقات کے دائرے ربوبیت کی بالاشان دکھائے گئے ہیں۔ ربوبیت کا مضمون زیادہ ارتقائی صورت میں انسانی ذہن پر ابھرتا ہے اور اس کے اعمال پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ پس جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتے ہیں تو یہاں "کَ" سے مراد اللہ تو ہے ہی کہ اے خدا تجھ سے مگر خدا کی کس شان سے تعلق باندھا جا رہا ہے۔ ربوبیت کا مضمون ایک تعلق پیدا کرے گا تو رحمانیت کا مضمون ایک دوسرا تعلق پیدا کرے گا۔ رحیمیت کا مضمون ہے جس میں محنت کا پورا پورا اجر بلکہ محنت سے کچھ بڑھ کر اجر دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ایک انسان اپنے تعلقات کے دائرے میں بڑی آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو پرکھ سکتا ہے کہ کیا میں جب کہتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ تو رحیم تک میری حمد کی آواز پہنچتی بھی ہے کہ نہیں یا رحیمیت کو میں واقعی قابل تعریف سمجھتا ہوں لیکن خود کیوں رحیم بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ پس جہاں جہاں اس کے اس سوال کے جواب میں ایک منفی تصویر ابھرتی ہے یا بے رنگ تصویر ابھرتی ہے وہیں وہیں اس کا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہنا اثر سے خالی ہوتا چلا جاتا ہے۔ جہاں مثبت تصویر ابھرتی ہے اس کا مضمون بعد میں بیان ہوگا کہ پھر اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ آگے بڑھیں تو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ تک آپ پہنچ جاتے ہیں۔ مالک میں خدا تعالیٰ کی نہ صرف ملکیت کی صفت بیان ہے بلکہ ملوکیت کی صفت بھی بیان ہے یعنی مالکیت کے اندر سب چیزیں داخل ہو جاتی ہیں لیکن جب یَوْمِ الدِّیْنِ کے ساتھ مالک کا مضاف ہو تو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ مالک جس کے قبضہ قدرت میں تمام انجام ہیں۔ کوئی چیز اس سے بھاگ کر باہر نکل ہی نہیں سکتی۔ ساری عمر کوئی شخص محنت کرے اور وہ سمجھے کہ میری اس کوشش میں کبھی اور نے کوئی دخل نہیں دیا اور میں کامیاب ہو گیا لیکن اس محنت کا پھل گھر پہنچتے پہنچتے تک بھی اگر مالک یہ فیصلہ کرے کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا تو وہ فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ اگر گھر میں پہنچ بھی جائے اور وہ بظاہر سمجھے کہ میں اپنی محنت کے پھل پر قابو پا چکا ہوں، یہ میرا ہو چکا ہے اگر مالک یہ سمجھے کہ اس سے اس محنت کرنے والے کو فائدہ نہیں پہنچنا چاہئے تو وہ محنت کرنے والا خود دنیا سے اٹھ سکتا ہے یا اور کوئی ایسی بلا اس پر نازل ہو سکتی ہے کہ گھر میں پھل موجود ہے لیکن محنت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تو مالک ایک ایسے کامل صاحب اختیار وجود کا تصور پیش کرتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے جو سیاست کا بھی بادشاہ ہے، جو ملکیت کا بھی بادشاہ ہے اور ملکیت کا بھی یعنی وہ تمام اختیارات بھی رکھتا ہے جو ایک مالک اپنی کسی چیز پر رکھتا ہے خواہ وہ بادشاہ ہو یا نہ ہو۔ ایک چھوٹے سے چھوٹا غریب آدمی بھی کچھ نہ کچھ اختیار رکھتا ہے۔ ایک روٹی کا ٹکڑا بھی اگر اس کو بھیک کے طور پر ملا ہو تو وہ اس ٹکڑے پر بھی ایسا اختیار رکھتا ہے تو مالکیت کے اندر یہ تمام اختیارات آجاتے ہیں جن میں بادشاہ کو دخل دینے کا کوئی حق ہی نہیں پہنچتا اور اگر وہ چاہے بھی تو دوسرا ایک کے اختیار چھین نہیں سکتا تو مالک ایک ایسے عظیم وجود کو کہتے ہیں جو ہر چیز کا حقیقی مالک ہے۔ چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور ملک کے اندر بعض ایسی باتیں ہیں یعنی بادشاہ کے اختیارات میں جو مالکیت کے دوسرے اختیارات میں نہیں ہوا کرتیں۔ بادشاہ قانون بنا دیتا ہے۔ بادشاہ جب چاہے کسی کو DISPOSSESS کر دیتا ہے۔ اس کے اختیارات وقتی طور پر چھین لیتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں جن پر ان کا اختیار رہتا ہی ہے وہ چھین نہیں سکتا وہ اس کو اس کی ہر چیز سے POSSESSION سے محروم کر سکتا ہے لیکن اس کے خیالات کے قبضے سے محروم نہیں کر سکتا۔ پس خدا جب مالک بنتا ہے تو ہر چیز کا مالک بن جاتا ہے وہ بندے کے خیالات کا بھی مالک بن جاتا ہے اور جب چاہے ان کو بھی تبدیل فرما سکتا ہے۔ وہ ہر ذی شعور کے شعور کا مالک بن جاتا ہے اور جب وہ بادشاہ بنتا ہے تو جس سے چاہے جس کو چاہے محروم کر دے۔ یہ مضمون قرآن کریم نے مختلف سورتوں میں مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (سورۃ آل عمران: ۲۷)

یہاں مالک کا معنی صرف کسی چیز پر قبضہ کرنے والا نہیں بلکہ یہاں ملوکیت کے معنی اور بادشاہت کے معنے بھی اس میں داخل فرما دیئے جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ۔ کہ اے خدا! تو ملک کا بھی مالک ہے۔ یعنی صرف چیزوں کا مالک نہیں، بادشاہتوں کا اور مضامین کا بھی مالک ہے۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس کا تو مالک نہ ہو اور بادشاہت بھی ایک مضمون ہے جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ تو جس کو چاہتا ہے ملک عطا فرما دیتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ مالکیت کی تعریف ہے۔ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۲۸) کہ اے خدا! تو رات کو دن میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ دن کو رات میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ موت سے زندگی نکالتا ہے اور زندگی سے موت نکالتا ہے۔ مُردوں سے زندہ پیدا کرتا ہے اور زندوں سے مُردہ پیدا کر دیتا ہے۔ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اور جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرما دیتا ہے۔ تو اس آیت نے اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ مالک سے مراد محض کسی چیز کا مالک ان معنوں میں نہیں ہے جن معنوں میں ہم مالک بنتے ہیں یا مالکیت کا مضمون سمجھتے ہیں بلکہ بہت ہی وسیع اور گہرا مضمون ہے اس میں سیاست اور بادشاہت بھی داخل ہو جاتی ہے اور رزق بھی داخل ہو جاتا ہے اور قانون سازی بھی داخل ہو جاتی ہے اور قانون پر پورا قبضہ ہونا بھی داخل ہو جاتا ہے اور قانون کا نفاذ بھی داخل ہو جاتا ہے

اور زندگی بھی اس کے ماتحت آتی ہے اور موت بھی اس کے ماتحت آتی ہے گویا مالکیت کا تصور اتنا وسیع ہے کہ رحمانیت نے جس تخلیق کا آغاز کیا تھا اور ربوبیت نے اس تخلیق کو جن جن منازل سے گزارا تھا اور رحمانیت اور رحیمیت نے ان کے اوپر جو جو جوہر دکھائے ان سب کے بعد جو آخری صورت وجود کی ابھرتی ہے اس تمام صورت پر ہر پہلو سے خدا کا مکمل قبضہ ہے۔ پس مالک کا تصور ایک بہت ہی عظیم تصور ہے اور مالک بننے کی کوشش کرنا یہ مضمون ایک مشکل مضمون ہے لیکن اس کا تعلق پہلے مضامین سے ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مالک ظالم بھی ہو سکتا ہے، سفاک بھی ہو سکتا ہے، کسی سے ناجائز چھین کر بھی وقتی طور پر مالک بن سکتا ہے اور ملوکیت کے اور ملکیت کے نہایت خوفناک مظاہر ہم دیکھتے ہیں تو پھر ہم ویسا بننے کی کس طرح کوشش کر سکتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ربوبیت کے دائرے سے داخل ہو رہے ہیں اور رب بننے کی کوشش مخلصانہ طور پر کر چکے اور کسی حد تک ربوبیت سے حصہ پا لیا۔ جب رحمانیت کے دروازے میں داخل ہوئے اور رحمان بننے کی کوشش کی اور کسی حد تک رحمانیت سے حصہ پا لیا جب رحیمیت کے دروازے میں داخل ہوئے اور رحیم بننے کی کوشش کی اور رحیمیت سے کسی حد تک حصہ پا لیا تو درحقیقت آپ ہی ہیں جو مالک بننے کی صلاحیت پیدا کر چکے ہیں۔ آپ ہیں جن کا یہ حق بنتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔ اے خدا! کچھ چیزوں میں تو ہم نے واقعۃً کوشش کی اور تیرے جیسے بننے کی کوشش کرتے رہے اور کبھی

حد تک بن گئے مگر ملوکیت کا مضمون ایسا ہے جسمیں ہمارا دخل نہیں ہے اور ہم مالک بن نہیں سکتے کیونکہ یہاں کامل طور پر تیرا قبضہ ہے۔ اس لئے اب تو ہمیں مالک بنا بھی دے اور یہ توفیق عطا فرما کہ ہم ملوکیت کے وقت رب بھی ہوں اور رحمان بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں اور تیری تمام صفات کے مظہر ہوں اور تیرے مالک ہونے میں جو یہ ایک خاص شان پائی جاتی ہے کہ مالک ہوتے ہوئے بھی تو دوسروں کو ملکیت عطا کر دیتا ہے، یہ شان بھی ہمیں بخش۔

اب یہاں خدا کی صفات کے مطابق مالک ہونا اور بندے کی صفات کے مطابق مالک ہونا دو الگ الگ چیزیں بن جاتی ہیں۔ ان شرائط کے ساتھ جو شرائط سورۂ فاتحہ ہمارے سامنے رکھتی ہے جب ہم مالکیت کے مضمون پر غور کرتے ہیں اور اس کا موازنہ اس مالکیت سے کرتے ہیں جو اس مضمون سے عاری ہے۔ ان شرائط سے عاری ہے تو زمین و آسمان کا فرق پڑتا ہے یا آسمان اور زمین کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا مالک جو اس جذبے سے پاگل ہو کہ میری جائیداد بڑھے میرا قبضۂ قدرت بڑھے۔ ایسا بادشاہ جو اس ہوس سے پاگل ہو کر خدا کے بندوں پر حملے کرتا ہے اور اس کی مخلوقات کے لئے ایک عذاب بن جاتا ہے کہ کسی طرح میری ملک گیری کی ہوس پوری ہو اور میری مملکت وسیع ہو وہ نہ رب بن سکتا ہے نہ رحمان بن سکتا ہے نہ رحیم بن سکتا ہے مالکیت کسی کو دیتا نہیں بلکہ چھینتا چلا جاتا ہے حالانکہ قرآن کریم نے مالکیت کی یہ تعریف فرمائی کہ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ اصل حقیقی مالک وہ ہے جو عطا بھی کرتا ہے۔ صرف لیتا ہی نہیں بلکہ جب لیتا ہے تو وہ حق لیتا ہے جو اُسکا ہے اور کسی اور کا حق نہیں لیتا اور جب عطا کرتا ہے تو کسی کا حق نہیں دے رہا ہوتا بلکہ اپنی طرف سے عطا کر رہا ہوتا ہے کیونکہ کلیۃً مالک وہی ہے دُنیا کا بادشاہ جو ملک گیری کی ہوس کیساتھ حملے کرتا ہے وہ ایسے حق چھین رہا ہے جو اُس کے نہیں ہیں وہ دوسرے بندگان خدا کے حقوق میں دخل اندازی کرتا ہے اور غاصب کی چھینی ہوئی چیزیں اُس کو مالک نہیں بنا دیا کرتیں۔ ان میں سے وہ کچھ کسی کو دے بھی دے اور کوئی والی مقرر کر دے اور بظاہر ملوکیت کسی کے سپرد کر دے تو جیسا اُس کا قبضہ ناجائز ویسے اُسکی عطا ناجائز اور بے معنی اور بے حقیقت۔ لیکن جب یوم الدین کی شرط ساتھ لگا دیں تو یہ فرق بالکل ہی نمایاں اور اتنا زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی مشابہت کی شکل بھی باقی نہیں رہتی۔ یوم الدین کا مطلب ہے: جزا سزا کے دن، آخری دن کا مالک۔ ہر چیز اسی کی طرف لوٹ جائیگی اور ایک ایسا وقت آئیگا جب کوئی دوسرا شخص ملکیت میں یا ملوکیت میں ایک ذرہ بھر بھی اس کا شریک نہیں رہے گا۔ قرآن کریم فرماتا ہے: وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ (سورۃ المطففین آیات ۱۹ - ۲۰) کہ تمہیں کس طرح سمجھائیں کہ یوم الدین کیا چیز ہے۔ یوم الدین اس دور کا، اس زمانے کا نام ہے لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا۔ کوئی شخص اپنے لئے یا اپنے کسی عزیز یا تعلق والے کے لئے کسی چیز کا بھی مالک نہیں رہے گا۔ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ اور مالکیت کا امر کلیۃً، سو فیصد خدا کیطرف لوٹ چکا ہوگا۔ پس یہ دُنیا کے بادشاہ اور دنیا کے مالک عارضی طور پر آپ کو بظاہر مالک دکھائی بھی دیں اور خدا کی صفت ملوکیت میں شریک بھی دکھائی دیتے ہوں مگر اس طرح دنیا سے خالی ہاتھ واپس جاتے ہیں اور اس طرح ان کی ملوکیتیں اور ملکیتیں یا ان سے چھینی جاتی ہیں یا پھر خود ان سے جُدا کئے جاتے ہیں کہ بالآخر خدا کی مالکیت کا مضمون اپنی پوری شان سے بلا شرکتِ غیرے اُبھرتا ہے اور ہر امر اسی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

پس خدا کے بندے کے طور پر اس کی ملوکیت میں حصہ لینا اس مضمون کو بہت وسیع کر دیتا ہے جو خدا سے مالکیت مانگتا ہے اور خدا جیسا بن کر مالک بننے کی کوشش کرتا ہے اسے موت اس کی ملکیت سے محروم نہیں کیا کرتی۔ وہ ایک عالم بقاء میں رہنا سیکھ لیتا ہے۔ یہاں جو کچھ پاتا ہے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اسے اگلی دنیا میں منتقل بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں جو بادشاہتیں خدا کی خاطر عاجزی اور انکساری سے کرتا ہے اور رب اور رحمان اور رحیم بن کر خدا کے بندوں سے اپنے تعلقات قائم کرتا ہے۔ بڑا ہو کر چھوٹا بنتا ہے، اُس کی ملوکیت بھی قیامت کے

دن کے بعد خدا تعالیٰ کی رحمت کے جلوے کی صورت میں اُسے واپس کی جائے گی اور بہت بڑھا چڑھا کر واپس کی جائے گی۔ پس اس دنیا میں ہم کس حد تک مالک ہوں گے اور کس حد تک ملِک ہوں گے اس کا تعلق اس دنیا میں خدا کے مالک اور ملِک ہونے سے ہے اور اس بات سے ہے کہ ہم نے اس مالک اور ملِک سے کس حد تک تعلق جوڑ لیا ہے۔ پس نَعْبُدُ کا ایک یہ مضمون ہے۔ ایک یہ مفہوم ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تُو جانتا ہے اور تو دیکھ رہا ہے کہ جو چیز تیری ہمیں پسند آ رہی ہے ہم ویسا بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمارے اخلاص میں تو کوئی شک نہیں رہا۔ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو تیری تعریف کرتے اور عملاً ہم اور رُخ اختیار کرتے، کسی اور سمت میں روانہ ہو جاتے مگر جس کو ہم اچھا سمجھ رہے ہیں اس کے قدم بقدم اُس کے پیچھے چلے آ رہے ہیں پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔ اے خدا ہم پورے خلوص کے ساتھ اور صمیم قلب کے ساتھ اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ اور اپنے اعمال کی تصدیق کے ساتھ بار بار یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔

دوسرے معنوں میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی ہے۔ ایک اس کی صفات کی پیروی ہے اس طرح جو دنیا میں ہر جگہ جلوہ گر دکھائی دیتی ہے اور اس کیلئے کسی مذہبی احکام کی ضرورت نہیں۔ انسان کا ربوبیت کا تصور، رحمانیت کا تصور، رحیمیت کا تصور اور مالکیت کا تصور خدا کے تعلق میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے اور اپنے اپنے تصور کے مطابق جس حد تک انسان عبدیت کی راہیں اختیار کرتا ہے وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہنے کا حق رکھتا ہے لیکن جب خدا کی طرف سے شریعت نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ صرف اپنی صفات کے جلووں سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اوامر اور نواہی کے جلووں سے ظاہر ہوتا ہے۔ احکام دیتا ہے اور بعض چیزوں سے منع کرتا ہے کہیں شجرۂ طیبہ ہے اور کہیں شجرۂ خبیثہ ہے۔ فرماتا ہے کہ شجرۂ طیبہ سے جتنے پھل چاہو کھاؤ اور جس طرح چاہو کھاؤ اور حکم دیتا ہے کہ شجرۂ ممنوعہ کیطرف نہ جاؤ۔ وہ خبیث شجر ہے تو یہاں انسان روزانہ دو ٹوک فیصلے کرنے کا اہل ہو جاتا ہے یہاں اس کی سوچوں اور فکروں کا سوال نہیں رہتا بلکہ کھلم کھلا خدا کی عبودیت یا عدم عبودیت کے مراحل اس کے سامنے آتے ہیں اور ہر مرحلے پر وہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے عبودیت کرنی ہے یا عبودیت سے منہ پھیرنا ہے۔ پس ان معنوں میں جب وہ ان شرائط کو پورا کرتا ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پورا کرتا ہے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی حد تک پورا کرتا ہے تو وہی چار صفات کے جلوے دوبارہ ایک کے بعد دوسرے ہمارے سامنے رقص کرتے ہوئے آجاتے ہیں ایک حسین نظارے کی صورت میں آجاتے ہیں۔ ربوبیت کے معاملے میں ہم نے کس حد تک خدا کے احکامات کی پیروی کی اور اسکی مناہی سے بچے۔ رحمانیت کے پہلو سے ہم نے خدا تعالیٰ کے کس کس حکم کی پیروی کی اور کس کس حکم کا انکار کیا اور رحیمیت کے پہلو سے ہم نے کس حد تک خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی یا انکار کیا اور اسی طرح مالکیت کے پہلو سے ہم کس حد تک واقعۃً خدا کے سچے بندے ثابت ہوئے یہ عبودیت کے مضمون کو مکمل کر دیتا ہے اور اسی مضمون میں یہ نماز بھی شامل ہے جسمیں ڈوب کر آپ خدا سے یہ تعلقات قائم کرتے ہیں۔ خدا نے ہی اپنے تعلق کا یہ ذریعہ بیان فرمایا اور سب سے زیادہ اس کو اہمیت دی تو اس ساری دنیا کی سیر کے بعد جب ایک نمازی واپس اپنے نماز میں لوٹتا ہے تو یہ بھی پھر پہچانتا ہے، اور دیکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ میں کس حد تک نماز کے تقاضے پورے کر رہا ہوں اور کس حد تک عدل کیساتھ نماز کے تقاضے پورے کر رہا ہوں اور کس حد تک عدل سے بالا اور اونچا ہو کر خدا کے حضور ایسی عبادت کر رہا ہوں کہ اگر نہ بھی کرتا تو مجھ پر حرف نہیں لیکن بہت بڑھ کر سلوک کرتا ہوں اور جب یہ مضمون شروع ہوتا ہے تو وہاں احسان کا مضمون داخل ہو جاتا ہے یعنی نماز عدل سے احسان میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر حسین ہونے لگ جاتی ہے۔ اب آپ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں داخل ہوتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ ہر شخص کا اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہر دوسرے شخص سے کتنا مختلف ہو چکا ہے بظاہر ایک ہی آواز ہے کہ اے خدا ہم تیری مدد چاہتے ہیں اور صرف تیری مدد چاہتے ہیں تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں لیکن کس کس مدد کی اہلیت کیساتھ۔ جب بھی سوالی حکومتوں میں پیش ہوا کرتے ہیں تو ان کیساتھ ان کے BIODATA'S ہوتے ہیں، ان کے اعمال نامے ہوتے ہیں، جو چیزیں انہوں نے حاصل کی ہوں حاصل نہ کر سکے ان سب کا خلاصہ بعض صفحات پر درج ہو کر پیش ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی نے چپڑاسی بھی بننا ہو تو اس کیلئے بھی کچھ صلاحیتیں درکار ہیں۔ پس اگر وہ بادشاہ جو چپڑاسی بھی بنا سکتا ہے اور وزیراعظم بھی بنا سکتا ہے وہ بظاہر مالک تو ہے اور قدرت تو رکھتا ہے کہ جسے چاہے چپڑاسی بنا دے جسے چاہے وزیراعظم بنا دے۔ مگر آنکھیں بند کرکے ایسا نہیں کرتا وہ دیکھتا ہے کہ درخواست کنندہ کے پاس کونسی دوسری صلاحیتیں ہیں، کون سے اس کے مددگار کو الف ہیں [illegible] میں مجھے اس کے ساتھ اپنے تعلقات میں معین فیصلہ کرنا ہے کہ کس مرتبے پر میں اس کو فائز کروں [illegible] اس کو بلند کروں گا اس کا رخ کہاں تک ہونا ہے۔ پس اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں انتہا سے ادنیٰ حالت سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک کی دعا مانگی گئی مگر اس بات کا فیصلہ کہ یہ دعا کس حد تک قابل قبول ہوگا یہ فیصلہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ نے پہلے ہی کر دیا ہے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے مضمون کی تفصیل خدا کی نظر میں ہے اور

فرشتے اس تفصیل کو لکھتے چلے جاتے ہیں اور ایک ایسا اعمال نامہ تیار کرتے چلے جاتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب قیامت کے دن دوسری زندگی میں یہ اعمال نامہ انسان کے سامنے پیش ہوگا تو حیرت سے

(باقی آئندہ مسلسل [illegible])

کے گا کہ مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً (سورۃ الکہف آیت ۵۰) کہ کیسی کتاب ہے کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی نہیں چھوڑ رہی اور کوئی بڑی سے بڑی چیز بھی نہیں چھوڑ رہی۔ ہر چیز کا اس نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس وہ احاطہ جو قیامت کے دن ہو گا وہی احاطہ اس دنیا میں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے وقت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دعاؤں کی قبولیت میں ہر بندے سے الگ الگ سلوک ہو رہے ہوتے ہیں

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک دعا تھی

لیکن وہ ایک ایسے شخص کی دعا تھی جو تمام انسانوں کے رفیع کے وقت خواہ وہ عام انسان تھے یا انبیاء تھے سب کو پیچھے چھوڑ گیا اور اس کا مقام قرب ہر دوسرے نبی سے بھی بالا نہیں بلکہ تمام فرشتوں تمام ملائک تمام کائنات میں ہر وجود سے آگے تھا پس اسی مقام قرب پر جو سفارش ہوتی ہے یا دعا ہوتی ہے اس کا ایک اور مرتبہ ہے اور دنیا میں بھی ہم یہی کچھ دیکھتے ہیں اسلئے ذرا اس مضمون کو سمجھنے کیلئے کوئی بہت مشکل علامتیں درکار نہیں آپ روزمرہ کی دنیا میں اتر کر اپنے گرد و پیش میں اپنی فطرت اور فطرت کے نتیجے میں اپنے تعلقات پر غور کریں جو طبعی تعلقات ہیں اور سچائی پر مبنی ہیں تو آپ کیلئے خدا تعالیٰ سے تعلقات قائم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔ اب ایک بادشاہ کے حضور اسکا وزیر اعظم جو اسکا چہیتا بھی ہو وہ ایک درخواست پیش کرتا ہے اگرچہ وہ درخواست ایسے غریبوں کی طرف سے ہے یا ایسے مجرموں کی طرف سے ہے جن سے بادشاہ کو یا تعلق نہیں ہے یا الٹا ان سے ناراض ہے لیکن جب وزیر اعظم وہ درخواست پیش کرتا ہے تو اس کی حیثیت بالکل بدل جاتی ہے اور قبولیت کا ایک بڑا مرتبہ اس درخواست کو حاصل ہو جاتا ہے ورنہ ہر کس و ناکس کو کہاں یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ بادشاہ کی بعض دفعہ زنجیر بھی کھٹکھٹا سکے کجا یہ کہ اس کی آواز وہاں تک پہنچے تو وہ پہلے کا مضمون بھی اس سے شروع ہو جاتا ہے اور اس مضمون کے معاً بعد اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا اسی مضمون کو آگے بڑھا رہی ہے اور نئے نئے جہان علم و معرفت کے ہمارے سامنے کھولتی ہے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ مدد مانگیں تو کیا؟ یہاں نَسْتَعِیْنُ کا عبودیت سے صرف اُن معنوں میں تعلق نہیں جو میں بیان کر چکا ہوں بلکہ نَسْتَعِیْنُ ایک خالی برتن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کیا مانگا گیا ہے۔ نَسْتَعِیْنُ کا ایک تعلق رب سے ہے، رحمان سے ہے۔ رحیم سے ہے۔ مالک یوم الدین سے ہے اور عبادتوں سے ہے اور اس کی روشنی میں ہر چیز انسان مانگ سکتا ہے ایک قسم بھی معبود سے مانگتا ہے اور مانگنا چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ خدا سے صرف بڑی چیزیں نہیں چھوٹی چیزیں بھی مانگو اور صرف چھوٹی نہیں بلکہ بڑی چیزیں بھی مانگو تو نَسْتَعِیْنُ کا ایک بہت ہی بڑا وسیع اور کھلا برتن ہے جس کو آپ نے کچھ نہ کچھ مانگ کر بھرنا ہے لیکن جب آپ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہتے ہیں تو یہاں آپ دنیاوی چیزوں سے ہٹ کر کچھ اور مانگنے لگے ہیں۔ اب یہاں نعمتیں نہیں مانگی جا رہیں بلکہ مراتب مانگ رہے ہیں اور ان دو باتوں میں بڑا فرق ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے خدا! ہمیں اس رستے کی طرف ہدایت دے جس پر نعمتیں ملتی ہوں۔ نعمتیں تو جتنی مانگنی تھیں پہلے ہی مانگ چکا ہے یعنی دنیا کی نعمتیں اور دوسری ایسی چیزیں جو نعمت کہلاتی ہیں۔ یہاں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ اے خدا ہمیں اُس رستے کی ہدایت دے جہاں نعمتیں ملتی ہوں۔ فرمایا: اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اس رستے کی طرف ہدایت دے جہاں تیرے پیار حاصل کرنے والے تجھ سے انعام پانے والے چلتے ہیں۔ اب یہاں اس دعا میں نَعْبُدُ اور نَسْتَعِیْنُ کے دونوں مضامین اکٹھے ہو گئے ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ روحانی مرتبے اور قرب الٰہی کے لئے اگر تم دعا مانگو گے تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جو عام حالات میں نعمتیں عطا کرنے سے مختلف مضمون ہے۔ ایک کافر جو خدا تعالیٰ کے احکامات سے کھلم کھلا بغاوت کرتا ہے وہ بھی خدا کی نعمتوں میں حصہ پاتا ہے کیونکہ دنیا میں ہر جگہ اس کی نعمتیں پھیلی پڑی ہیں۔ کوئی ایک انسان نہیں ہے جو خدا کی نعمت سے حصہ نہ پاتا ہو لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اے خدا! ہمیں اُن لوگوں کا رستہ دے جو منعم علیہ ہیں تو نعمتیں نہیں مانگیں بلکہ خدا سے انعام یافتہ لوگ بننے کی دعا مانگی ہے اور یہاں سارے کافر، تمام خدا سے روگرداں اور دنیا دار الگ ہو جاتے ہیں اور ان کا رستہ یہاں ختم ہو جاتا ہے۔

اب ایک اور رستہ شروع ہوتا ہے جو قرب الٰہی کا رستہ ہے خدا سے پیار مانگنے کا رستہ ہے اس سے مراتب حاصل کرنے کا رستہ ہے اور اس کے متعلق ہمیں فرمایا کہ یہ رستہ تمہیں تب عطا ہو گا جب تمہاری عبادت واقعۃً اُن رستوں سے گزرے گی جن رستوں سے انعام پانے والوں کی عبادتیں گزر چکی ہیں۔ جہاں تم نعمت کی دعا نہیں مانگ رہے ہو گے بلکہ نعمت پانے والوں جیسا بننے کی دعا مانگ رہے ہو گے اور یہ دعا پہلی دعا سے بہت زیادہ مشکل دعا ہے۔ لوگ عموماً سمجھتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہنا بڑا آسان کام ہے کہ اے خدا ہمیں سیدھے رستے پر چلا! بس بات ختم ہو گئی۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ جن لوگوں پر خدا نے انعام کیا تھا وہ تھے کون کون اور اس دنیا میں کن کن مصیبتوں سے گذرے ہوئے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام انعام پانے والوں کے سردار تھے اور اس سے پہلے موسیٰؑ نے بھی انعام پائے اور عیسیٰؑ نے بھی پائے اور ابراہیمؑ نے بھی پائے اور نوحؑ نے بھی پائے اور تمام گذشتہ انبیاء جن کی تاریخ قرآن کریم میں محفوظ ہے وہ لوگ ہیں جو منعم علیہم کے گروہ میں داخل ہیں۔ اُس رستے پر چلتے رہے جس پر خدا نے انعام پانے والے انسان پیدا کئے تھے۔ انعام نہیں رکھے، انعام حاصل کرنے والے انسان پیدا کئے تھے۔ اب ان پر آپ نظر ڈالیں تو ہر ایک کی زندگی ایک مصیبت یعنی دنیا کی نظر میں۔ ایسے خطرناک مراحل سے گذرے ہیں ایسے تکلیف دہ حالات کا ساری عمر سامنا رہا ایسی ایسی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے۔ ایسے ایسے دکھ اُن پر لا دے گئے کہ جو عام انسان کی کمر توڑ دیتے ہیں تو کیا آپ یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا ہمیں وہ بنا دے اچانک ایک جھٹکا انسان کو لگتا ہے اور انسان حیران رہ جاتا ہے کہ میں کہاں پہنچ گیا۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے کہتے آرام سے میں ہر چیز مانگتا ہی چلا جا رہا تھا اور اچانک ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں ڈر لگتا ہے اور دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا مانگ رہا ہوں۔ اور اگر یہ دیانتداری سے مانگتا ہے تو پھر ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہونے کی کوشش کرتا ہے اور اُن تمناؤں کی دعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے خدا! اب مجھے میری قربان گاہیں دکھا۔ مجھے بتا کہ کہاں کہاں میرے خون کے قطرے تیری راہوں میں بہنے چاہئیں۔ کس کس مقام پر میرے سر قلم ہونے چاہئیں اور میری جان تجھ پر فدا ہونی چاہیئے کتنی عظیم لیکن ایک کتنی مہیب دعا بن جاتی ہے ان معنوں میں کہ انسان منعم علیہم کے گروہ پر جب غور کرتا ہے تو ایک اور ہی تصویر ابھرتی ہے اور اس تصویر کے ساتھ خوف جو پیدا ہوتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج قرآن کریم میں ہی رکھ دیا ہے۔ فرمایا: منعم علیہ وہ نہیں ہیں جو صرف انبیاء سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ان کے مختلف مراتب ہیں وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ (سورۃ النساء: آیت ۷۰) تو اے بندو! خوف نہ کھاؤ لیکن سچائی سے دعا ضرور مانگو۔ اگر تمہیں ابھی یہ حوصلہ نہیں کہ منعم علیہم لوگوں کے سرتاج جیسا بننے کی کوشش کرو اور خدا سے یہ دعا مانگو کہ جس طرح ان کی زندگیاں گزریں ویسی ہی ہماری زندگیاں بھی گزریں تو پھر ذرا نیچے اتر جاؤ۔ نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر دعا مانگ لو۔ وہاں نہیں ہمت پڑتی تو اس سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر دعا مانگ لو۔ سب سے آخری جو کھٹ پر کھڑے ہو جاؤ۔ صالحین کے اندر ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن سے کمزوریاں بھی سرزد ہوئیں جن کے اندر زیادہ بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں تھی، اللہ ان سے درگزر فرماتا رہا مگر کسی میں تو ضرور شامل ہو اور کچھ نہ کچھ ویسے نمونے ضرور دکھاؤ جیسے انعام پانے والوں نے آپ سے پہلے دکھائے ہیں تو دیکھئے یہ سورۃ فاتحہ کی دعا ہمیں کن کن راہوں سے گذارتی رہی ہے۔ کن کن نئے مطالب اور معارف کے جہان ہمارے سامنے کھولتی چلی جا رہی ہے اور کھولتی رہی ہے اور کس طرح ہمیں رفتہ رفتہ سلیقہ سکھاتی ہے، تربیت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کس طرح ادا کرو، اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ۔ کس طرح اس سے دلی تعلق قائم کرو لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ مضمون تو شاید اور ایک دو خطبوں کا محتاج رہے۔ ابھی وقت ختم ہو رہا ہے ایک گھنٹے کے قریب وقت گذر چکا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ! توفیق عطا فرمائے تو آئندہ یا اس سے آئندہ خطبے میں انشاء اللہ اس مضمون کو جاری رکھیں گے۔ السلام علیکم۔

جنگ خلیج — یاجوج ماجوج کی سازش

پیشگوئیوں کی روشنی میں

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج — کیرلہ

مخبر صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل یاجوج ماجوج کی طرف سے عربوں کو ہونے والی ایک بہت بڑی تباہی اور بہت بڑے شر کی خبر دی تھی جو صحیح بخاری میں مرقوم ہے:۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْماً فَزِعاً يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامَ وَالَّتِیْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ۔ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ۔

(صحیح بخاری باب یاجوج ماجوج جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۵۵)

یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نہایت گھبراہٹ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ عربوں کو ایک بہت بڑے شر کا سامنا ہوگا جو قریب آگیا ہے۔ آج رؤیا میں دیکھا کہ یاجوج ماجوج کی دیوار میں اس حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا ہے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انگوٹھے اور [illegible] کی انگلی کے [illegible] کر دکھایا۔ حضرت ام المؤمنین زینب فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ تو حضور نے فرمایا ہاں جب گندے لوگ زیادہ ہو جائیں گے تو ایسا ہی ہوگا۔

حدیث جامع الترمذی ابواب الفتن کے خروج یاجوج ماجوج کے باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رؤیا کا ذکر ہے جس میں یوں مذکور ہے۔

اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ مُحْمَرًّا وَجْهُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ

یعنی حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور آپ کا چہرہ مبارک بہت سرخ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث بیان فرمائی

اس رؤیا میں حضور نے عربوں کے بارہ میں بڑے شر انگیز ہونے کی خبر دی ہے اس شر کا آغاز ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں یہود کی باقاعدہ حکومت قائم کر کے لاکھوں کی تعداد میں عربوں کو جلا وطن کیا گیا۔ اس قیام حکومت کے پیچھے یاجوج ماجوج کی سازش اور مکاری کارفرما تھی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ يَهُوْدِيٍّ كُلُّهُمْ ذُوْ سَيْفٍ مُحَلًّى

(بخاری)

یعنی دجال کے خروج کے وقت اس کے ساتھ ستر ہزار مسلح یہودی ہوں گے۔ چنانچہ یہ بتایا جاتا ہے کہ یہودی سٹیٹ جب قائم ہوا تو اس وقت ان کے پاس ۶۰ ہزار مسلح یہودی فوج تھی۔

چنانچہ ۱۹۴۸ء سے لیکر جبکہ اسرائیل سٹیٹ قائم ہوا ہے یاجوج ماجوج کی طرف سے عرب دنیا کو مختلف طریقوں سے شر اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آج مشرق وسطی میں عرب مسلمانوں کو جن خطرناک اور تباہ کن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشگوئی کے مطابق یاجوج ماجوج کی نہایت شر انگیز سازش کا شاخسانہ ہے۔

یاجوج ماجوج کا ظہور۔ بائبل کی روشنی میں

یاجوج ماجوج کے خروج کے بارے میں بائبل میں یوحنا عارف کے مکاشفہ میں یوں درج ہے۔

" جب ہزار برس پورے ہو چکے ہوں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا۔ (اس ایک ہزار برس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تین صدیوں کے زمانہ کے گذر جانے کے بعد کا ایک ہزار سال مراد ہے۔ یعنی تیرھویں صدی ہجری گذرنے کے بعد) اور ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی۔ یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندروں کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور مقدسوں کی لشکرگاہ اور عزیز شہروں کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔

(مکاشفہ ۹،۷ : ۲۰)

اس پیشگوئی کے ظہور کے بارے میں مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں آج۔ یہ پیشگوئی بعینہ اسی طرح پوری ہو چکی ہے۔ مقدسوں کی لشکر گاہ اور عزیز شہروں سے مسلمانوں کے مقدس مقامات جو بیت المقدس اور اس کے گرد گرد ہیں مراد ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیشگوئی اور اس کا ظہور

" وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَماً (مسلم - ترمذی)

یعنی خدا تعالیٰ یاجوج ماجوج کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ ہر پہاڑ اور سمندر کو پھلانگتے ہوئے دنیا بھر میں پھیل جائیں گے۔ ان کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ سے گذر جائے گا۔ اس میں سے وہ پانی پیئے گا۔ اس کے بعد اس کا دوسرا حصہ وہاں سے گذرے گا۔ اس وقت وہ کہیگا کہ اس تالاب میں (بحیرۂ طبریہ میں) پہلے پانی تھا۔ اس کے بعد وہ سفر کرتے ہوئے جبل الخمر تک پہنچے گا وہ جبل الخمر یروشلم کا ایک پہاڑ ہے۔ پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے سارے اہل زمین کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ آؤ ہم اس کو اپنے قبضہ میں کریں جو آسمان میں ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف اپنا تیر پھینکیں گے۔ وہ خون آلود رنگ میں واپس آئیں گے۔

یہ طویل پیشگوئی تعبیر اور تفسیر چاہتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں بہت ساری تشبیہات پائی جاتی ہیں۔

بحیرۂ طبریہ فلسطین کا ایک تالاب ہے اس کا نام LAKE OF TIBE-RCAS ہے اسے بحر الجلیل — (SEA OF GALELEE) بھی کہتے ہیں۔ ۱۲ میل طول و عرض اس تالاب کا پانی پی کر ختم کرنا ناممکن ہے۔ پانی پینے سے مراد قبضہ حاصل کرنا ہے۔ اسی طرح جبل الخمر (شراب کا پہاڑ) سے علم تعبیر کی رو سے ناجائز حاصل کی گئی حکومت مراد ہے۔ شراب کو اگر خواب میں دیکھا جائے تو اس سے ناجائز حاصل کی گئی چیز مراد ہے اسی طرح جبل سے حکومت مراد ہے۔

اس تعبیر کی رو سے یاجوج ماجوج کے پہلے حصہ کا بحیرۂ طبریہ کا پانی پینے سے اس علاقہ پر قبضہ کرنا مراد ہے اسی طرح یاجوج ماجوج کی مشترکہ سازشوں

سے فلسطین میں ناجائز طور پر جو سٹیٹ یہودیوں کا قائم ہوا تھا وہ جبل القمر سے مراد ہے۔ مذکورہ حدیث میں واضح رنگ میں مذکور ہے کہ یہ پہاڑ (حکومت) یروشلم میں واقع ہے۔

آسمان کی طرف تیر پھینکنے سے مراد آسمان کی طرف راکیٹ بھیجنا ہے راکیٹ کو عربی لغات میں سہم ناری آگ کا تیر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے روس نے ۴ر اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ایک مصنوعی سیارہ آسمان کی طرف بھیجا۔ اس کا نام SPUTNICK تھا۔ اس کے بعد امریکہ بھی اور دیگر ممالک بھی اس میدان میں آگے بڑھتے رہے اس پر تحدی کرتے ہوئے روس کے ماسکو ریڈیو نے ۲۷ر جنوری ۱۹۶۰ء کو یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے راکیٹ نے فضاء آسمانی پر بہت تلاش کیا۔ لیکن وہاں خدا نام کا کوئی وجود دیکھنے میں نہیں آیا گویا کہ راکیٹ کے ذریعہ ہم نے خدا کو ہی قتل کر ڈالا ہے۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے اپنے ہفت روزہ اخبار صدق جدید میں لکھا۔

"یہ جسارت یعنی راکٹوں کے ذریعہ خدا کی تلاش تو شروع سے دجالی اور یاجوج ماجوج کے لئے مخصوص چلی آرہی تھی کہ اسی آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں گے۔ یا تیر چلائیں گے۔ راکٹ اور میزائیل کے صحیح ترجمے یہی ہو سکتے ہیں اور پھر فتح مندی کے نعرے لگائیں گے کہ ہم نے نعوذ باللہ خدا کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حدیث کا قرب قیامت والا لٹریچر روایتی حیثیت سے استناد کے جس مرتبہ پر بھی ہو۔ بہرحال اس قسم کی پیش خبریوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور ابھی تو اس سلسلہ کی بہت سی منزلیں آنے کو باقی ہیں۔"

اس صورت واقعہ کو پوری طرح ذہن نشین رکھ کر اور چشم تصور میں اُتار کر اب ایک نظر اس حدیث نبوی پر کیجئے جو حدیث کے مستند مجموعوں کے ابواب الفتن یا اعلام و اشراط الساعۃ کے تحت میں درج ملتی ہیں۔

ویبعث اللہ یاجوج .... فیرمون الی السماء اس حال میں، اللہ قوم یاجوج ماجوج کو اُٹھا کھڑا کرے گا۔ یہ اوپر بلندی سے چھپکتے جھپٹتے ہوئے دوڑیں گے (دنیا میں قتل و غارت کے بعد) پھر کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم ختم کر چکے۔ اب آسمان والوں کو ختم کریں۔ پھر آسمان کی طرف اپنا تیر چھوڑیں گے۔

اور سب باتوں کو چھوڑیئے۔ سر دست خیال اس پر جمائیے کہ اس جدید ترین اور بے پناہ حربے پر اطلاق کا تیر کس خوبی اور صفائی کے ساتھ نگاہ کشفی نے کر دیا؟

(صدق جدید ۱۰ر فروری ۱۹۶۷ء)

غرضیکہ یاجوج ماجوج کے ظہور سے سب سے زیادہ اسلامی ممالک کو خاص کر عرب دنیا کو شدید نقصان اور شر پہنچا ہوا ہے۔

اس کی تازہ مثال حالیہ خلیج کی جنگ کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے اس کے پس پردہ یاجوج ماجوج بھی سرگرم عمل ہیں۔

حالیہ جنگ خلیج

چنانچہ مورخہ ۲ر اگست ۱۹۹۰ء کو صدر عراق صدام حسین نے امریکہ کی ہی ترغیب پر کویت پر حملہ کیا۔ اس پر سعودی عرب نے اسلام دشمن مغربی طاقتوں سے استعانت کی اس کے نتیجہ میں جو واقعات اسلامی دنیا میں رونما ہوئے جس کے نتیجہ میں اسلامی دنیا پوری طرح اس زمانہ کے دجال صدر امریکہ جارج بش کے ہاتھوں میں آگئی اسلامی دنیا کو کروڑہا بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ لاکھوں معصوم مسلمان مرد عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے اس بارے میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے زریں خطبات کے ذریعہ جو حضور انور مورخہ ۳ر اگست ۱۹۹۰ء دیتے فرما رہے ہیں اور خاص کر مورخہ ۱۱، ۱۸، ۲۵ر جنوری اور یکم ۸ر اور ۱۵ر فروری کو خطبات دیئے ہیں ان میں اسلامی دنیا کو کمزور کرنے کے لئے عرصہ دراز سے یاجوج ماجوج جو کوششیں اور سازشیں کر رہے ہیں ان کی تفصیل موجود ہے۔

صرف ان ہی خطبات کے مطالعہ سے ہر کوئی بآسانی سمجھ سکتا ہے یاجوج ماجوج کس طرح ہر اُبھرتی ہوئی اسلامی طاقت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہے ہیں۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کی روشنی میں جنگ کے حالات پیدا ہونے سے قبل ہی اسلامی حکومتوں کو تنبیہ فرمائی تھی کہ اسلامی دنیا میں جو مسائل درپیش ہیں اُن کا حل اسلامی مملکتیں مل کر اور باہمی مشوروں سے ہی حل کریں ان مسائل کے حل کے لئے غیر اسلامی طاقتوں سے ہرگز استعانت نہ کریں۔

اس بارہ میں خاص طور پر اسلامی تعلیم یہ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ

(المائدہ ۵۲، ۵۳)

اے مومنو! یہودیوں اور نصاریٰ کو تم (اپنا) مددگار نہ بناؤ (کیونکہ) اُن میں سے بعض بعض کے مددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو بھی اُن کو اپنا مددگار بنائیگا وہ یقیناً اُن ہی میں سے (یہود و نصاریٰ میں سے) ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی بھی کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔

اور تو اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ وہ یہ کہتے ہوئے اُن (یہود و نصاریٰ) کی طرف دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آجائے"۔

خدا تعالیٰ کے اس واضح ارشاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے مسلمانوں کے مقدس مقامات (مکہ و مدینہ) کے پاسبان ہونے کے دعویداروں نے یہود و نصاریٰ کی پناہ چاہی۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے ہاں تنخواہ دار مفتیوں سے فتویٰ بھی حاصل کر کے شائع کروائے

اس کے نتیجہ میں عرب کے مقدس مقامات میں پانچ لاکھ کے قریب دجالی فوجوں نے قدم رکھا جس میں ایک معقول حصہ یہودیوں کا تھا۔ ان اسلام کے پاسبانوں نے ان یہودیوں اور نصاریٰ کو ہر من مانی کرنے کی کھلی چھٹی بھی دے دی۔

چنانچہ اسلام کے بارے میں درد رکھنے والے ایک عرب صحافی نے وہاں کے حالات کا یوں نقشہ کھینچا ہے

"ارض رسول کی طرف آنے والوں کو دیکھو۔ یہ لوگ مغربی ممالک سے آئے ہیں۔ حشیش۔ افیم۔ ڈرگس اپنے ساتھ لائے ہیں۔ سرزمین رسولؐ پر AIDS کی بیماری اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ اور عورتوں کی تلاش میں ہیں.......

...... میں اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز کے لئے قبلہ رُخ ہو کر کھڑا ہوتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں کہ کیا میں امریکن برہنہ عورتوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا کروں۔ کیا میں اُن امریکنوں کی طرف مُنہ کر کے نماز ادا کروں جو ابوذر غفاری کی قبر کی پامالی کر رہے ہیں۔ وطن رسول اللہ صلی اللہ کی ریت کے نیچے ہزاروں عرب شہیدوں کی قبریں ہیں جن کا ٹھکانہ کوئی نہیں جانتا وہاں امریکن افواج اور غیر ملکی افواج کے اڈے ہیں۔

(جریدہ الاتحاد صفحہ ۳ تاریخ ۲۷؍۹)

یاجوج ماجوج کے ان کرتوتوں کا نقشہ کھینچ کر آج سے ۱۰۰ سال قبل۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور یوں استدعا کی تھی کہ

تَحَكَّمَتْ بَلَاءٌ بِالتَّصَدُّرِ وَزَادَ فَسَادُهُمْ
وَاشْتَدَّ سَيْلُ الْفِتَنِ مِنْ طُغْيَانِهِمْ

(ان کی بلائیں عام ہو گئی ہیں اور اُن کا فساد بڑھ گیا۔ اور فتنوں کا سیلاب اُن کی بے اعتدالیوں سے بہت سخت ہو گیا۔

يَا رَبِّ خُذْهُمْ مِثْلَ أَخْذِكَ مُفْسِدًا
قَدْ أَفْسَدَ الْآفَاقَ طُولُ زَمَانِهِمْ

(اے خدا تو ان کو پکڑ جیسا کہ تو ایک مفسد کو پکڑتا ہے اُن کے طول زمانہ نے دنیا کو بگاڑ دیا)

أَدْرِكْ رِجَالًا يَا قَدِيرُ وَنِسْوَةً
رُحْمًا وَنَجِّ الْخَلْقَ مِنْ طُوفَانِهِمْ

(اے قادر تو اپنے رحم سے مردوں اور عورتوں کی جلد خبر لے اور مخلوق کو اس طوفان سے نجات بخش)

یہاں طوفان سے DESERT STORM (صحرائی طوفان) بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ جس کے بارے میں یہ رٹ بش بار بار دیتا رہا تھا۔ (انتقل)

حسب انشاء مُندرج

○

کالیکی میں تبلیغی جلسہ اور فری میڈیکل کیمپ

مضافات قادیان میں تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے دیگر ذیلی تنظیموں کے تعاون سے ۲۸ فروری کو موضع کالیکی میں ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا جو بفضلہ تعالےٰ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

موضع کالیکی قادیان سے تقریباً ۱۴ کلومیٹر فاصلہ پر ایک دیہات ہے۔ تقسیم ملک سے قبل اس علاقہ میں بھاری تعداد میں مسلمان آباد تھے۔ تقسیم ملک کے نامساعد حالات میں اکثر مسلمان یہاں سے ہجرت کر گئے۔ اور چند خاندان یہاں پر رہ گئے تھے۔ وہ کسی اسلامی مرکز سے رابطہ نہ ہونے کے نتیجہ میں اسلامی اخلاق۔ عادات اور دیگر ثقافتی امور سے دور جا پڑے۔ اور مسلمان برائے نام رہ گئے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ رفتہ رفتہ ماحول سے مجبور ہوکر اسلامی اقدار اور روحانی قدروں کو کھو بیٹھے۔

چند سال قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک پر مضافات قادیان میں وسیع پیمانے پر تبلیغی جال پھیلایا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں متعدد جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے ایک جماعت احمدیہ کالیکی بھی ہے۔ یہاں پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۶۰٪ احمدی خواتین و حضرات موجود ہیں۔ ان خاندانوں کے قبولِ احمدیت پر ان کو چاروں طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اینٹی احمدیہ تحریکوں کی طرف سے ان کو مسلسل ورغلانے اور دین حق سے منحرف کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکی۔ یہاں پر ایک مسجد بھی ہے۔ اور وقف جدید کے تعاون سے اس کی توسیع کی گئی تھی۔ اور اس جماعت میں یکے بعد دیگرے کئی معلمین کام کرتے رہے ہیں۔ اور اس وقت مکرم محمد سلیم خاں بھٹی صاحب بطور معلم خدمت کر رہے ہیں۔ *

اس سفر میں اراکین خدام الاحمدیہ کے علاوہ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نائب ناظم وقف جدید قادیان۔ مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل قادیان، مکرم سیٹھ داؤد احمد صاحب۔ صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی یوپی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے علاوہ ان کے کئی اور درویشان و احباب نے بھی اس پروگرام میں حصہ لیا۔

* [illegible]

جلسہ عام

مسجد احمدیہ کالیکی کے وسیع میدان میں جلسہ گاہ بنایا گیا تھا۔ جس کو رنگارنگ بینرز اور پیپر کارڈوں سے سجایا گیا تھا۔ ساڑھے دس بجے صبح قافلہ کالیکی وارد ہوا۔ قافلہ کے کالیکی پہنچنے پر کالیکی کے مسلم اور غیر مسلم احباب اور اسکول کے طلباء نے قطاروں میں کھڑے ہوکر مہمانوں کا استقبال کیا۔

ساڑھے دس بجے مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نائب ناظم وقف جدید کی صدارت میں مکرم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم عطاء اللہ ناصر صاحب۔ متعلم مدرسہ احمدیہ کی نظم خوانی کے بعد شری جسونت سنگھ صاحب نے تقریر کی۔ اور تمام ساکنین کالیکی کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ اور اس جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد دی اور خوشی کا اظہار کیا۔ جب انہوں نے جلسہ گاہ میں اسلام کی روادارانہ تعلیم کی عکاسی کرنے والی عبادات پر مشتمل بینرز دیکھا تو بے اختیار کہا کہ یہ جماعت احمدیہ کی مذہبی رواداری اور وسعت قلبی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ میں اپنی زندگی میں پہلی بار مشاہدہ کر رہا ہوں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ختم نبوت کے متعلق بعض شبہات کا ذکر کیا تھا۔ جن کا بعد میں مقررین کی طرف سے ازالہ کیا گیا۔ اسٹیج پر اس گاؤں کے سرپنچ شری سندگارے سنگھ بھی رونق افروز تھے

اس تقریر کے بعد مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں جلسہ کے انعقاد کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اسلام کی روادارانہ تعلیم اور باہمی اخوت اور محبت اور بھائی چارے کی فضاء قائم کرنے کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی اس کے بعد کالیکی کے بچوں اور بچیوں کی طرف سے مختلف پروگرام پیش کئے گئے

اس کے بعد مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل سلیس پنجابی زبان میں انسانی زندگی کا مقصد اور اسکے حصول کے ذرائع بیان کرتے ہوئے موجودہ زمانہ میں باہمی محبت اور الفت کی فضاء قائم کرنے کے بارے میں زور دیا سکھوں کی مقدس کتب کے حوالہ سے آپ نے تمام لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کی اپیل کی۔ اس تقریر کے بعد مکرم صدر اجلاس نے اس گاؤں میں موجود مسجد اور گوردواروں کیلئے مناسب تحفے پیش کئے اور بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے اور مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف، دیگر مسلمانان سے مابہ الامتیاز "خدمت خلق اور رفاہِ عام کا مول میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر مساعی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور دعاؤں کے ساتھ اجلاس برخاست کیا گیا۔ کم و بیش ۵۰۰ مرد و زن نے اس پروگرام کی کارروائی سے استفادہ کیا۔ اجلاس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئی نماز سے فارغ ہوکر تمام حاضرین نے دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ جو کہ جماعت احمدیہ کالیکی کی طرف سے تیار کیا گیا تھا۔ خدا کرے کہ یہ جماعت ترقی کرتی چلی جائے۔ اور تمام علاقہ کو اپنی آغوش میں لے سکے (آمین)

فری میڈیکل کیمپ

اس موقعہ پر ایک فری میڈیکل کیمپ کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ جس کی مکرم سید بشارت احمد صاحب اور مکرم ظہیر احمد صاحب خادم اور خاکسار زین الدین حامد مہتمم تبلیغ نے نگرانی کی۔ ۲۵۰ مریضوں کا معائنہ کر کے مفت ادویہ دی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ کیمپ اپنوں اور غیروں کے حلقے میں بہت پسند کیا گیا۔

ایک خصوصی پمفلٹ کی اشاعت اور اس کی تقسیم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات پر مشتمل ایک خصوصی پمفلٹ۔

"امن دے شہزادے دا سندیش" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اور اس علاقے میں کثیر تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس جلسہ کے دوررس اچھے نتائج برآمد فرمائے (آمین)

اس پروگرام کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔ نظارت وقف جدید مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے عہدیداران نے کامیاب بنایا اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

خاکسار
زین الدین حامد مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ بھارت

اعلانات نکاح و تقریبات رخصتانہ و دعوت ولیمہ

❖ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء کو عزیزہ افسر جہاں بیگم صاحبہ بنت محمد عبد الحفیظ صاحب کا نکاح ہمراہ محمد عبد القادر ابن مکرم محمد شمس الدین صاحب ساکن چنتہ کنٹہ بعوض مہر مبلغ پانچہزار ایک صد پچیس روپے ۵۱۲۵/-

نیز مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۹۱ء عزیزہ منیرہ بیگم بنت محمد شمس الدین صاحب کا نکاح ہمراہ محمد عبد الوحید صاحب ابن مکرم محمد عبد الحفیظ صاحب ساکن چنتہ کنٹہ بعوض مہر پانچہزار ایک صد پچیس روپے ۵۱۲۵/- مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں خاکسار نے پڑھائے۔ اسی طرح علی الترتیب اسی روز رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئیں۔ دوسرے روز مکرم شمس الدین صاحب و عبد الحفیظ صاحب کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا۔

❖ مورخہ ۲۱ فروری ۹۱ء کو محترم عبد الکریم صاحب کی دختر نعیمہ بیگم ساکن چنتہ کنٹہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ موصوفہ کا نکاح جلسہ سالانہ کے موقعہ پر محمد رفیع ابن محمد حاجی عبد الکریم صاحب آف شاہ آباد کے ساتھ ہو چکا تھا مسجد فضل عمر میں بعد نماز ظہر تلاوت کلام پاک کے بعد خاکسار نے موقعہ کی مناسبت سے تقریر کی اور دعا کروائی مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۱ء کو مکرم بشیر احمد ابن مکرم محمد عبد الکریم صاحب کا اپنی شادی کے سلسلہ میں حیدرآباد تشریف لے گئے۔ اُن کا نکاح بھی جلسہ سالانہ پر محترمہ ریحانہ مسعود بنت شمس الدین صاحب کے ساتھ ہو چکا تھا ۲۵ فروری کو تقریب شادی ہوئی۔ مورخہ ۲۶ فروری کو دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا اس خوشی کے مواقع پر فریقین کی طرف سے مبلغ ایک ہزار روپے اعانت بدر میں موصول ہوئے دعا کریں اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو بابرکت فرمائے۔

خاکسار
صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

ترتیب و پیشکش مکرم مولانا حمید الدین شمس صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن (آندھرا پردیش)

روزہ کا تصوّر مذاہب سابقہ میں:۔

مذاہبِ عالم میں روزہ کا تصوّر مختلف شکلوں میں ملتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا روزہ کے زیرعنوان لکھا ہے کہ دُنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے طُور پہاڑ پر چالیس دن رات کے روزے رکھے۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کے بارے میں انجیل میں موجود ہے کہ چالیس دن رات کے روزے رکھے اور آپ نے اپنے حواریوں کو فرمایا کہ ریاکاری سے روزے نہ رکھا کرو بلکہ خدا کی خاطر پوشید گی سے روزے رکھیں۔ حضرت کنفیوشس نے اپنے مُریدوں کو روزے رکھنے کی تلقین فرمائی تھی۔ ہندو مذہب اور جین مذہب میں بھی روزے رکھنے کا تصوّر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی عرب لوگ عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ بلکہ یہود تو تواتر سے دسویں محرم کو روزہ رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ یہود دس محرم کو اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ اس روز حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ظالم فرعون سے نجات حاصل کی تھی۔

اسلام میں روزہ کا تصوّر:۔

۲ ہجری جس سن میں ہر عاقل، بالغ مسلمان پر خدا تعالیٰ نے روزے فرض فرمائے۔ قبل ازیں ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کے روزے عرب میں رکھے جاتے تھے۔ بہرصورت روزہ اپنی [illegible] ماہیت اور صورت کاملہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ واضح کیا گیا۔ اور اس شان وشوکت اور حکمت کے ساتھ سابقہ مذاہب میں اس درجہ کے روزے کا تصوّر نہیں ملتا۔ اس لئے یہ کہا جانا صحیح ہوگا کہ روزہ کی عبادت کامل شکل میں پہلی دفعہ مسلمانوں میں رائج ہوئی جس کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے خیر وبرکت کے دروازے خدا تعالیٰ نے وا کر دیئے ملاحظہ فرمائیں۔ خدا تعالیٰ نے کس قدر جامع رنگ میں روزہ کے آداب و مسائل کو بیان فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں روزے کے احکام

سورۂ بقرہ آیت ۱۸۳-۱۸۸ میں فرمایا ہے۔ ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح اُن لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ چند گنتی کے دنوں میں اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی۔ اور اُن لوگوں پر جو اُس کی طاقت نہ رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا واجب ہے۔ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہارے روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے ...... تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا (یہ حکم اُس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو) اور تاکہ تم تعداد کو پورا کرلو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اُس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم شکر گذار بنو اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں پاس ہوں ... چاہیئے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔ تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ وہ تمہارے لئے ایک لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اس لئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری اصلاح کر دی سو اب تم اُن کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اُس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو ان کے (یعنی عورتوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اس لئے تم اُن کے قریب مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لئے اپنے نشانات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔

احادیث میں رمضان کی عظمت:۔

یہ ہیں وہ حدود جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ روزہ کے لئے مقرر کئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم)

اور رمضان کی عظمت کا اس ایک حدیث سے اندازہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا اِذَا سَلِمَتْ رَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ (دارقطنی بحوالہ جامع الصغیر) کہ جب رمضان سلامتی سے گذر جائے تو سمجھو کہ سارا سال کی سلامتی ہے لہٰذا رمضان کے مہینہ کی بہت حفاظت کرنا چاہیئے بلکہ اہتمام کرنا ضروری ہے۔ روحانی دُنیا میں اس بابرکت مہینہ کی جو عظمت ہے اُس کا اندازہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آمد اور استقبال کی تیاریاں جنت میں رمضان کے بعد سے لے کر اُس کے دوبارہ آنے تک پورا سال ہوتی رہتی ہیں اور جنت خوب سجائی جاتی ہے اور پھر جب رمضان آتا ہے اور اُس کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہوا موٹی آنکھوں والی خوبصورت عورتوں (حوروں) پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے عطا فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں (بیہقی)

نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے بندہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اُس کی جزا دوں گا یا میں خود اُس کا بدلہ ہوں۔ اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (ابن ماجہ)

یہ ہے وہ عظمت جو روزہ دار کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور بعض روایات میں آ جزی بہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ روزہ دار کی جزا میں خود ہوں گا یعنی دیدار الٰہی اور وصل الٰہی نصیب ہو گی کیونکہ حدیث بخاری میں آتا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اُسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اس بابرکت مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن قرآن مجید ایسے خوش نصیبوں کی شفاعت کرے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا۔ پس میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ

میرے رب میں نے اس شخص کو رات سونے سے روک دیا تھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ سفارش قبول کی جائے گی اور اُس شخص کو بخش دیا جائے گا۔
(بیہقی فی شعب الایمان)

قبولیت دُعا کا مہینہ :۔

رمضان قبولیتِ دُعا کا مہینہ ہے۔ رمضان دیدارِ الٰہی کا مہینہ ہے۔ رمضان مومنوں کے ملنے کا مہینہ ہے۔ رمضان میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور رمضان میں جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ مغفرت رحمت اور آگ سے نجات پانے کا مہینہ ہے۔ انہی بابرکت ایام میں ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر لیلۃ القدر نصیب ہوتی ہے۔ عربی میں قدر کے معنی عزت کے ہیں یعنی عزت و عظمت والی رات جس کو یہ رات مل جائے اُس کے دونوں جہان سنور جاتے ہیں۔ اور مؤمنین اِس رات کو اسی بابرکت مہینہ میں تلاش کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اُس میں کیا دُعا کروں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دُعا کرو :۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔
(مسند احمد و ابن ماجہ)
کہ اے اللہ یقیناً تو تو بہت معاف کرنے والا ہے تو عفو کو پسند کرتا ہے پس تو معاف کر۔

یہ بابرکت مہینہ ہے جس میں صدقات قبول کئے جاتے ہیں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہتر صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ (ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے اور افضل صدقہ کرنے والے کو فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور فرض زکوٰۃ ادا کرنے والے کو ستر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (بیہقی)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تیز آندھیوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

بعض لوگ بہانہ بازی سے رمضان کے روزوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی بھی صورت میں درست نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ
"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئیندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا اُن فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دِل کو خدا تعالےٰ طاقت بخش دے گا۔"
(ملفوظات جلد چہارم صہ ۲۸۸)

نیز فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گذر گیا اور اُس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے۔ (الحکم ۲۹ر فروری ۱۹۰۸ء)

اللہ تعالےٰ مومنین کو روحانیت کے اس بہار کے موسم میں مثمر ثمرات حسنہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین ٭

درخواست دُعا

(۱) :۔ مکرمہ سنز کریلہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری نصیر الدین صاحب ابن مکرم چوہدری ظہیر الدین صاحب مقیم امریکہ سے ۲۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے شوہر کے کاروبار میں ترقی اور اہل وعیال کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں

(۲) :۔ عزیزہ نجمہ یوسف چوہدری گاندھی دھام (گجرات) نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ موصوفہ مبلغ ۲۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے درخواست دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی سے نوازے۔

خاکسار
مظفر احمد فضل قادیان

سو فیصد چندہ تحریکِ جدید ادا کرنے والوں کیلئے رمضان المبارک میں دعاءِ خاص

مجاہدین تحریکِ جدید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ تحریکِ جدید کے آغاز ہی سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ماہ رمضان میں اور خاص طور پر ۲۹ر رمضان المبارک کو قرآن کریم کا درس ختم ہونے پر ان مجاہدین تحریکِ جدید کے اسماء بغرض خصوصی دُعا طلب فرماتے ہیں۔ جنہوں نے اس سے قبل اپنا چندہ تحریکِ جدید ادا کر دیا ہو۔ اس کی اتباع میں درخواست ہے کہ مقامی طور پر ان مجملہ مجاہدین تحریکِ جدید کے اسماء کا دُعا کے لئے اعلان کر کے ۲۹ر رمضان المبارک کو اجتماعی دُعا کی جائے جنہوں نے اپنا چندہ تحریکِ جدید سالِ رواں مکمل ادا کر دیا ہو۔ نیز ایسے مجاہدین تحریکِ جدید کے ناموں کی فہرست حضور انور کی خدمت میں فوری طور پر بغرض دُعا بھجواتے ہوئے اس کی ایک نقل دفتر تحریکِ جدید قادیان کو بھجوا دی جائے تاکہ یہاں سے بھی حضور انور کی خدمت میں دُعا کی درخواست کی جائے۔ اور یہاں بھی دُعا کروا لی جائے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ اور آپ سب کی مشکلات فکروں کا ازالہ فرمائے اور ہمیشہ خوشحالی نوازے (آمین)

اللہ تعالےٰ کے فضل سے دُنیا کے ۱۲۴ ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام، تبلیغ اسلام، مساجد کی تعمیر، قرآنِ کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت مجاہدین تحریکِ جدید کی دُعاؤں اور قربانیوں کا ہی ثمرہ ہے۔ چندہ تحریکِ جدید عالمگیر فتح اِسلام کے لئے صدقہ جاریہ، جہادِ کبیر اور تاریخی قربانی ہے۔ تحریکِ جدید کے بڑھتے کاموں کے پیشِ نظر مطالبات تحریک جدید پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سادہ زندگی اختیار کر کے چندہ تحریک جدید نمایاں اضافہ سے ادا کرتے ہوئے عالمگیر فتح اِسلام کے لئے دُعائیں کرتے رہیں اور ویسی ہی قربانیاں کرتے رہیں جیسا کہ آغاز میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق احباب کئی کئی ماہ آمد تحریک جدید میں ادا کرتے رہے ٭

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

ولادت

(۱) :۔ مکرم شریف احمد صاحب عجب شیر تیماپوری حیدرآباد سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ازراہِ شفقت "زبیر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم نور الدین صاحب مرحوم عجب شیر تیماپور کا پوتا اور محترمی اکبر علی صاحب چیادری حیدرآباد کا نواسہ ہے۔ مبلغ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے خاکسار ادریس احمد جنرل سیکرٹری جماعت LIMESHAIN کو ۲۵ر فروری بروز سوموار بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور پُرنور نے نومولود کا نام "اویس احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو کے تحت وقف ہے۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔
ادریس احمد جنرل سیکرٹری جماعت LIMESHAIN

دونوں بچوں کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔
ایڈیٹر

درخواست دُعا

۱۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد بیمار ہیں صحت کاملہ اور اہل وعیال روحانی وجسمانی ترقیات اور انجام بخیر ہونے کے لئے۔ (۲) محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب اردل اپنے بچوں اور اپنے اہل وعیال کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (۳) ۱۔ عزیزہ امۃ الباسط بنت مکرم سعید فضل عمر صاحب کشتی ٹنگمردہ سے لکھتی ہیں کہ ان کے والدین عرصہ دراز سے بیمار چلے آرہے ہیں ان کی صحت وسلامتی درازی عمر اور بھائیوں کے کاروبار میں ترقی اور سب اہل خانہ کی روحانی جسمانی ترقی کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

شہرِ آہن جمشید پور کے عظیم بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا باعزت بک سٹال

تین ہزار روپے کی کتب فروخت۔ لاکھوں افراد تک پیغام۔ ریڈیو میں نشریہ اور اخبار میں وسیع اشاعت

از مکرم مولوی محمد مصلح الدین سعدی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جمشید پور (بہار)

خلافتِ ثانیہ کے زمانہ سے اس شہر کی مشہور کمپنی میں ملازمت کے سلسلہ میں دور دور سے افرادِ جماعت آنے لگے اور یوں جمشید پور میں ایک جماعت بن گئی۔ سرفہرست حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ (برادر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ) تھے۔ جو یہاں ٹاؤن افسر تھے۔ مرحوم کی بہترین یادگار اس جماعت کے لئے "احمدیہ قبرستان" کا ایک وسیع قطعہ زمین ہے۔ جو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بھی ہوئی (جس کا ذکر مولانا صاحب موصوف کی کتاب "حیاتِ قدسی" حصہ سوم ص۲ میں ہے)۔ کم و بیش سوا سو افراد پر مشتمل اس جماعت کا اپنا مشن ہاؤس ہے اور مسجد کے لئے وسیع جگہ بھی محفوظ ہے۔ بک فیئر میں حصہ لینے کے لئے کئی سالوں سے کوشش کی گئی مگر تقدیرِ الٰہی کو یہی منظور تھا کہ سال صد سالہ جشنِ تشکر ۱۹۸۹ء ہی سے اس کا آغاز ہوا۔ چنانچہ ۱۹۸۹ء کے بعد ۱۹۹۰ء کا اب دوسرا بک سٹال "احمدیہ مسلم انٹرنیشنل" کے نام سے لگایا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بک فیئر میں شرکت:۔

پچھلے سال ۱۱ر تا ۱۹ر نومبر ۱۹۸۹ء اور امسال ۳ر تا ۱۳ر نومبر ۱۹۹۰ء بک فیئر لگایا گیا۔ پچاس پیسے کے ٹکٹ کے ساتھ جمشید پور بک فیئر میں داخل ہونے والے دن کے دو بجے سے رات کے نو بجے تک استفادہ کرتے رہے۔ مگر اتوار کے دن یہ سلسلہ صبح دس بجے سے رات کے نو بجے تک جاری رہتا تھا۔

۱۰ × ۱۰ کے سائز پر سجایا ہوا عارضی مکان انتظامیہ کی طرف سے ہمیں ملا تھا۔ جسے "احمدیہ مسلم انٹرنیشنل" کے نام سے مخصوص کیا گیا تھا۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔ اردو اور انگریزی میں لکھ کر اسے سجایا گیا تھا۔

مکرم ناظر صاحب نشر و اشاعت اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج کلکتہ کے تعاون سے ہمارے سٹال میں اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ بنگلہ زبانوں میں کافی کتب تھیں۔ علاوہ ازیں عربی۔ فارسی۔ رشین۔ اٹالین وغیرہ دیگر کئی زبانوں میں اسلامی لٹریچر موجود تھے۔۔۔!!

بک فیئر کے انتظامیہ کی طرف سے ہر اسٹال والے کو ان کے اعلانیہ کی وساطت سے اپنے اسٹال کا تعارف کرانے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ہماری طرف سے سیّد رشید احمد صاحب نے "احمدیہ مسلم انٹرنیشنل" کا مختصر تعارف کرایا اور ایک تحریر بھی انہیں دی گئی۔ جس میں جماعت کے بانی۔ موجودہ امام۔ جماعت کی تعداد و وسعت، تبلیغی اور رفاہی خدمات کا ذکر تھا۔ اسے انتظامیہ کی طرف سے بہت عزت سے کئی بار اعلان کیا گیا۔

بک فیئر کھلتے ہی زائرین کی بھیڑ لگ جاتی۔ ابتداء میں مقامی شہر کے امن کی صورتِ حال خراب ہونے اور مسلسل کرفیو لگنے کی وجہ سے کچھ کمی رہی۔ مگر بعد میں کثرت سے لوگ آنے لگے۔ ضخیم کتابیں قیمتاً اور احمدیت حقیقی اسلام کی ترجمانی کرنے والے چھوٹے چھوٹے لٹریچر مفت تقسیم کیے گئے۔ سارے علم دوست و بزرگ عزت اور احترام کے ساتھ قبول کرتے رہے۔ مسلم اور غیر مسلم افراد نے ہمارے اس کام کو سراہا۔ اور استفادہ کیا۔ اور جو کتابیں ختم ہوگئیں (خصوصاً قرآنِ کریم کے تراجم) اُن کے لئے لوگوں نے اپنے اپنے آرڈر بک کروائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ خدا کی اس پیاسی مخلوق کو روحانی جام اور آبِ حیات پلانے کی سعادت حاصل ہو۔ آمین۔

محدود لٹریچر میں سے دونوں سال کی فروخت کتب سے مجموعی طور پر تین ہزار روپے سے زیادہ کی کتب فروخت ہوئیں۔ الحمد للہ۔ مزید آرڈر حاصل کئے گئے ہیں۔

اہم واقعات:۔

(الف):۔ بک فیئر کے نگرانِ اعلیٰ ڈاکٹر جے۔ ایرانی نے اس کا افتتاح کیا۔ اور ان کے بعد موصوف کی خدمت میں ہماری طرف سے انگریزی SOUVENIR کا تحفہ پیش کیا گیا۔ جسے موصوف نے نہایت احترام سے قبول کیا۔ اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اور بھی کئی اہم شخصیات مثلاً جج۔ ڈاکٹر۔ اور دیگر ماہرین علوم آتے رہے۔ جنہیں مناسب کتب فروخت اور تحفۃً پیش کی گئیں۔

(ب):۔ معزز مہمانوں میں سے کچھ افراد نے اپنے اپنے تاثرات ہمارے پاس نوٹ کروائے ہیں۔ جن میں سے صرف ایک کو نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ایک معزز بزرگ سیتا رام جی چوڑی والا تشریف لائے جو آریہ سماج بہار کے وائس پریذیڈنٹ اور آل انڈیا مارواڑی سمیلن کے جنرل سیکرٹری رہے ہیں۔ ہم سے باتیں کیں اور متاثر ہوکر یہ تاثر ہندی میں لکھا جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"ہمارے عزیز ڈاکٹر کوموُجی کے ذریعہ احمدیہ فرقہ کی شائع شدہ کتاب "اسلامی نماز" ہندی ترجمہ پڑھ کر متاثر ہوکر احمدیہ بک سٹال پر آیا۔ ویسے تو کافی عرصہ سے اس فرقہ کے انقلاب انگیز نقطۂ نظر سے واقف تھا۔ مگر اب اس سٹال کے نوجوان مبلغ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ ہمارے دیش کے آج کے حالات کی اصلاح کے لئے آپ کی تعلیمات اور نقطۂ نظر کی اشاعت (برائے بھائی چارہ اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام) قابلِ تقلید ہے۔ حضرت امام مہدی جی کے متبعین (جو اُن کی تعلیمات مذہبی تعصب کے خلاف اور تاریکی مٹانے کی کوشش میں کر رہے ہیں) تعاون حاصل ہے اور حاصل رہے گا۔ یقیناً قابلِ قدر ہے"۔

(ج):۔ ایک غیر احمدی Scholar بڑے احترام سے ہمارے سٹال پر آکر خود ہمارے کام میں ہاتھ بٹاتے رہے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صحیح ترجمانی کی۔ اور دیگر زائرین کو صحیح معنوں میں تبلیغ کی اور اس کام کو انہوں نے اپنے لئے بڑی سعادت سمجھا۔ الحمد للہ۔

اخبار اور ریڈیو:۔

پچھلے سال ہمارے بک سٹال کی طرف سے ایک پریس ریلیز شائع کیا گیا تھا۔ جسے متعدد روزناموں میں عزت کے ساتھ جگہ دی گئی۔ مگر اس سال پریس والے از خود تشریف لاکر ہمارے بیان لے کر کئی اخبارات میں شائع کئے۔ اور ہمارے سٹال کی تصویر بھی اخبار میں چھاپی۔

علاوہ ازیں مقامی ریڈیو سٹیشن AIR JAMSHEDPUR نے بھی اپنا نمائندہ بھیجا۔ اور ہمارا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اسی طرح اس دوران بہار کی صوبائی منصوبہ بند کمیشن کی میٹنگ بھی ۱۱ر نومبر کو جمشید پور میں تھی۔ اس دوران محترم سیّد عبدالباقی صاحب امیر صوبائی نے تشریف لاکر ہمارے سٹال کا ملاحظہ فرمایا۔ اور موصوف سے بھی ریڈیو والوں نے انٹرویو ریکارڈ کیا۔ جس میں احمدیت کے ذریعہ دنیا بھر میں اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کا ذکر تھا۔ جو جلد ہی نشر کیا گیا۔

احبابِ جماعت موسیٰ بنی مائنز نے بھی تشریف لاکر تعاون و استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔

مجموعی طور پر تقریباً ایک کروڑ افراد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس سے بڑھ کر تبلیغ و اشاعت کی توفیق بخشے۔ اور ہماری حقیر مساعی کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین نتائج برآمد کرے۔ اس کے لئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

درخواستِ دُعا

عزیزہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سیٹھ محمد حسین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد بحرم سیٹھ صاحب کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے اور اپنی اور اپنے شوہر مکرم عبدالعزیز خان صاحب کی صحت کاملہ اور اپنی بیٹی کی صحت و سلامتی اور خیر و برکت کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

مرکز قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس!

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے مرکز قادیان میں مورخہ ۱۶/۵/۹۱ تا ۳۰/۵/۹۱ پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تمام قائدین علاقائی و قائدین مجالس ہائے بھارت سے درخواست ہے کہ وہ ان مقررہ تاریخوں میں مرکز قادیان میں لگنے والی تربیتی کلاس سے استفادہ کے لئے زیادہ سے زیادہ خدام بھجیں۔ اُمید ہے کہ قائدین حضرات جتنا جلد ممکن ہو سکے اپنی مجلس سے آنے والے خدام کی تعداد کی فہرست دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں بھجوا دیں گے تاقبل از وقت کی تیاری بروقت کی جا سکے۔ (جزاکم اللہ)

مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان

(قسط ۱)

اخبار بدر کی خصوصی مالی اعانت کرنے والے احباب

گذشتہ دِنوں مکرم مینیجر صاحب بدر کے ساتھ خاکسار نے بمبئی۔ یادگیر۔ تیماپور اور حیدرآباد و چیننہ کنٹہ کا مختصر دورہ کیا۔ تاکہ احباب جماعت کو اخبار بدر کے مالی خسارہ کی تکمیل کے لئے تعاون کا تحریک کی جاسکے۔ الحمد للہ کہ اِن جماعتوں کے احباب نے جہاں اپنے ذمہ واجبات بے باق کیئے وہاں اپنی اپنی توفیق کے مطابق خصوصی اعانت بھی فرمائی۔ جماعت تیماپور کے تو قریباً تمام افراد نے اِس تحریک میں حسبِ توفیق حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

ذیل میں صرف اُن احباب کی فہرست درج کی جارہی ہے جنہوں نے یکصد روپیہ یا اس سے زائد عطیہ پیش کیا۔ اِس دَورہ میں مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلّغ بمبئی۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلّغ یادگیر۔ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلّغ انچارج حیدرآباد اور نمائندگانِ بدر مکرم عبدالقادر صاحب شمّی اور مکرم عبدالستار صاحب کے علاوہ مکرم سیٹھ محمد عبدالصمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے بہت تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

ضروری نوٹ:۔ بعض احباب اپنی طرف سے تبلیغی پرچے جاری کرنے یا اشتہار کی صورت میں اعانت کرنے کی وجہ سے مستقل معاونینِ خاص کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اِس لئے وقتی عطیہ کی رقم کے ساتھ مستقل تبلیغی پرچوں کا ذکر علیحدہ کردیا گیا ہے۔

خاکسار:۔ محمد انعام غوری
صدر نگران بورڈ بدر

نام مُعطی	رقم عطیہ	مستقل تبلیغی پرچے
مکرم غلام محمود احمد صاحب رائچوری امیر جماعت بمبئی	۱۰۰/-	۲۲ اور ایک اشتہار
〃 عبدالقادر صاحب منیار ایڈووکیٹ بمبئی	۲۰۰/-	۲
〃 پرویز احمد صاحب بمبئی	۱۰۰/-	ایک اور ایک اشتہار
〃 عبدالشکور صاحب بمبئی	-	۶
〃 سیٹھ محمد عبدالصمد صاحب امیر جماعت یادگیر مع خاندان	۱۱۰۰/-	۸
〃 سیٹھ محمد ذکریا صاحب الہ مع اہلیہ یادگیر	۲۰۰۰/-	۱۰
〃 سیٹھ محمد الیاس صاحب احاری یادگیر	۱۰۰۰/-	۹
〃 سیٹھ محمد رفعت اللہ غوثیا صاحب یادگیر	۳۰۰/-	۳
〃 سیٹھ محمد ادریس صاحب یادگیر	-	۸
〃 عبدالسلیم صاحب سگری یادگیر	۱۰۰/-	۲
〃 نذیر احمد صاحب مودڑی یادگیر	۲۰۰/-	-
〃 عبدالمنان سالک صاحب قائد مجلس خدام یادگیر	۱۰۰/-	-
〃 انعام صاحب ایڈووکیٹ یادگیر	۲۰۰/-	-
〃 والدہ حبیب احمد صاحب سوداگر یادگیر	۱۰۰/-	ایک

نام مُعطی	رقم عطیہ	مستقل تبلیغی پرچے
مکرم عارف احمد صاحب صفیل یادگیر (ساکن گوا)	۱۰۰/-	-
〃 ناصر احمد صاحب صدر جماعت دیودرگ	۵۰۰/-	-
〃 مبارک احمد صاحب ایڈووکیٹ تیماپور	۱۰۰/-	-
محترمہ اہلیہ صاحبہ مبشر احمد صاحب شہید تیماپور	۱۰۱/-	-
مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدرآباد	۵۰۰/-	پانچ
〃 سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب ناظم انصار اللہ آندھرا حیدرآباد	۵۰۰/-	پانچ
〃 〃 محمد تمیز الدین صاحب حیدرآباد	۳۰۰/-	تین
〃 〃 محمد ظہیر الدین صاحب 〃	۵۰۰/-	تین
〃 〃 نصیر الدین صاحب 〃	۳۰۰/-	تین
〃 〃 محمد بشیر صاحب معین بلے پلی 〃	۱۰۰۰/-	-
محترمہ نعیمہ بشیر صاحبہ 〃 〃	۱۰۱/-	-
از لجنہ اماء اللہ حیدرآباد	۲۰۱/-	-
〃 منصورہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم احمد اللہ بیگ صاحب حیدرآباد	۱۰۰/-	-
مکرم مبشر احمد صاحب وکیل سلے پلی حیدرآباد	۵۰۰/-	-
〃 سیٹھ محمد نصرت اللہ صاحب غوری 〃	۸۰۰/-	پانچ
〃 بی۔ایم۔ بشارت احمد صاحب 〃	۸۰۱/-	ایک
〃 عبدالعزیز خان صاحب کوئنک بیٹری 〃	۱۰۰/-	-
〃 تشکیل احمد صاحب ضمیر 〃	۱۰۰/-	-
〃 نذیر احمد صاحب انجینئر حیدرآباد	۲۰۰/-	-
〃 سیٹھ سید عمر صاحب کاچی گوڑہ حیدرآباد	۲۵۰/-	-
〃 〃 جہانگیر احمد صاحب 〃	۵۰۰/-	اشتہار
〃 مسعود احمد صاحب میکانک مع خاندان 〃	۵۰۰/-	۳۰۰/- روپے سالانہ مستقل اعانت
〃 مظفر احمد صاحب میکانک 〃	۱۰۰/-	-
〃 احمد عبدالباسط صاحب موتی رام باغ 〃	۱۰۰/-	-
〃 غلام احمد صاحب اختر 〃 〃 〃	۱۰۰/-	-
〃 احمد عبدالباسط صاحب چنچل گوڑہ 〃	۱۰۰/-	-
〃 عارف احمد قریشی صاحب 〃	۱۰۰/-	-
〃 عارف الدین صاحب دودھ باؤلی 〃	۲۰۰/-	-

(باقی آئندہ)

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO:
OFF:- 6348179
RESI.- 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, BOMBAY-400099
(ANDHERI EAST)

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶ میں گولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
اَعْلِنُوا النِّکَاحَ
(ترجمہ)
نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو
منجانب:۔ پرویز احمد بمبئی

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔ ۴۳ --- ۲۰۲۸ --- ۵۱۳۷ --- ۵۲۰۶

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
NIR ®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے